اسلام اور اسکا بانی

ترجمہ

لکچر ثانی

ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ

اسلام اور اُس کا بانی

ترجمہ

لکچر ثانی

منجملہ

سلسلہ لکچرہائے انسٹیٹوٹ ولس و م ازیادگار مجمع الفضائل جناب طامس کارلائل صاحب مرحوم

المعروف بہ

ہیروز اینڈ ہیروز ورشپ

(مشاہیر و مشاہیر پرستی)

جس کو

منشی عبد العزیز خاں صادق سابق فارسٹر حال ناظم مدرسۃ المسلمین لاہور

نے

زبان انگریزی سے ترجمہ کیا اور بحواشی مفیدہ

سنہ ۱۸۹۴ء

بمطبع اسلامیہ لاہور باہتمام مولوی کریم بخش مالک و مہتمم مطبع کے چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نذر

بعالیخدمت فیضدرجت عمدۃ المحققین قدوۃ المدققین حامی دین متین جناب حکیم مولوی نورالدین صاحب

عالیجناب!

السلام علیکم ۔ اُن قومی صدمات جلیلہ تقریری و تحریری و مذہبی توجہات جمیلہ لسانی اور مالی کے لحاظ سے جو جناب کی ذات بابرکات سے رفاہ عام کیلئے بالعموم اور اشاعت اسلام کے پیرایہ میں علی الخصوص معرض ظہور میں آئی ہیں ۔ علی طریق اداء شکر اس ناچیز پیشکش کو ایک سیاح خطیب ژرف نگاہ و ادیب عالی پایگاہ کے مشہور و معروف لکچر کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ کرکے تیمناً و تبرکاً جناب کے نام نامی و اسم سامی سے بلا حصول اجازت منسوب کرتا ہوں ؎

گر قبول افتد زہے عز و شرف

اس میں کچھ کلام نہیں کہ مقرر موصوف کی تقریروں کا جناب کے وعظوں کی مثل خالصۃً لوجہ اللہ ہونا اہل کو محل اعتراض ہی نہیں ٹھیرائیگا بلکہ کھلم کھلا اعلاف ادب ثابت کریگا کیونکہ صاف ظاہر ہے کہ مسٹر طامس کارلائل صاحب مرحوم کا مدعا اور مدنظر تھا ؎

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

چنانچہ اس ادیب بیبدل نے اس خاص لکچر کو بھی محض فائدہ عام کی غرض سے اُس وقت تک پڑھ کر نہیں سُنایا جب تک اپنے سامعین کی پاکٹوں سے جن میں بشپ ۔ لارڈ ۔ پروفیسر ۔ بیرسٹر اور لائق تاجر سوداگر و پیشہ ور شامل تھے ۔ دو سو پونڈ یعنی ۳۰۰۰ روپیہ بحساب قیمت امروزہ بصورت قیمت ٹکٹ داخلہ اوّلاً رکھوا نہیں لیا ۔ گو ادر مسلمان متوکلان خدا اس زر پرستی کو عبوادیے بیجا نفس و زر فرمائیں لیکن میری ناقص رائے میں اس سیحی خطیب نے خلاف احکام عیسوی عمل نہیں کیا بلکہ اس نے اپنی تقریر بے نظیر سے اُن کو مستفید کرنے سے پیشتر انجیل مقدس کی اس آیت پر عملدرآمد کیا ۔

"موتیوں کو سوروں کے آگے مت پھینکو"

اس صفت کے اشتراک سے جناب کے روزانہ درسوں اور پبلک لکچروں کا مبرا ہونا اظہر من الشمس ہے کیونکہ ہر خالص مسلمان کی طرح جناب کا عمل ہے اس آیت شریف پر "وَلَا تشتروا بآیاتی ثمناً قلیلا" اور یہ ہی ہے جناب کے وعظوں کی ذاتی منفعت کے غبار سے پاک اور نفسانی خواہشات کے لوث سے صاف ہونے کی وجہ ❖

پس جس وصف مشترک کی رعایت سے خاکسار نے اس مضمون کو جناب کے اسم مبارک سے معنون کرنا قرین مصلحت سمجھا ہے وہ نہیں ہے بلکہ وہ ان مضامین عالیہ کا غیر مقلدانہ طرز و حکیمانہ روش پر ہونا ہے جو جناب کے خطبوں اور وعظوں کا بھی ایک خاصہ عامہ ہے ❖

مجھے افسوس ہے کہ میرا علمی سرمایہ اس قابل نہیں کہ آپ جیسے طبیب روحانی و خطیب لاثانی کی خدمت میں اس سے برتر کوئی اور استادمندانہ ہدیہ پیش کرسکوں لہذا ؎ برگ سبز است تحفۂ درویش ❖

نثار خدام قوم

خاکسار عبدالعزیز خان

بالمھان اپور
۲۲ فروری ۱۹۱۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لک الحمد یارب صل علی ✦ حبیبک و علی اٰلہ المجتبیٰ

مسٹر ٹامس کارلائل جسکے لکچر مورخہ ۸ مئی سنہ ۱۸۴۰ء کا ترجمہ ہدیہ ناظرین ہے وہ اس صدی کا جید مصنف گذرا ہے جسکی استعداد علمی اور قابلیت طبعی مسلم ہے یہ لکچر اسکے ان لکچروں کے سلسلے میں ہے جو اس نے سنہ ۱۸۴۰ء میں بمقام لندن دیئے مصنف کی پوری سوانح عمری کا اس چھوٹے سے لکچر کے ساتھ شامل کرنا زیبا معلوم نہیں ہوتا کیونکہ اگر اسکو بالاستیعاب لکھا جاوے تو وہ ایک جداگانہ ضخیم کتاب بن جائیگی لہٰذا اسکو کسی اور وقت کے لئے اٹھا رکھا جاویگا تاکہ ناظرین کو واضح ہو جاوے کہ جسکی آج اوس کی صداقت عام یورپ میں ہوتی ہے کیسے کیسے انقلابات دنیا میں پیدا ہو گئے ہیں۔

ایک وقت تھا کہ کسی غیر مذہب کی مقدس کتاب کا ترجمہ بجز اعتراضات پورا ہو جاتا کیونکہ مقصود اصلی تالیف کا [illegible] بالکل معدوم تھا۔ اور یہ جائز ہو کر مقید بشرائط تھی از انجملہ یہ ایک عام شرط لازم تھی۔ کہ مترجم اس کتاب مجوزہ کے مسائل و عقائد و اصول کی تردید میں اپنا پورا زور طبع صرف کرے ایک مطول تمہید میں جو پہلے ہی ابتدا میں مع مقدمہ کے چھاپی جاتی کتاب میں ایسے مسائل مندرج ہوں جو مذہب یورپ کے مسائل کے معارض اور مخالف ہوں تو انکو ذیل میں ایسے نوٹ لکھے جنمیں مسئلہ مخالف کی تردید حسب اطمینان [illegible] والی ملک اصول پر [illegible] ہو اگر کوئی شخص کسی کتاب اس قسم کی بلا پابندی شرائط مذکورہ شائع کرتا تو کم از کم اس قدر کا مستوجب ہوتا کہ اسکی محنت کا ثمرہ برباد کیا جاتا یعنی اسکی تصنیف کتاب جسقدر لغو و سستی ہو سکتی تھی [illegible] اسکو مذموم کا اثر پبلک کے دلوں کو [illegible] کے [illegible] ہے۔

یہ طریق اشاعت تراجم کتب مذاہب غیر یہ ایسا شد اول اور رائج ہو گیا تھا اور ایسا کہ مصنفوں مورخوں کی طبیعت میں اس قسم کی سرایت کر گیا تھا کہ گویا انکی فطرت ثانی ہو گیا تھا اور [illegible] انکی کتابوں کے جسقدر حصے [illegible] زمانہ اور [illegible]

سو بہت نہیں ملتی۔ ... گو زمانہ آزادی میں اس صدی کی ابتدا سے شکوک کا لوگوں کے دلوں سے یک لخت محو اور
فسانہ پارینہ غیر مشتبہ متروک تھا۔ تاہم وہ جماعت بھی الگ ہو چکی تھی جو مسائل الہی کو نظر تدبر و عرفان سے کچھ مطالعہ کیا تھا۔ بقدر حوصلہ جو
تحقیقات علمی تحقیق کی گئی پیچھے گو رہی امتیاز وقتاً اپنے خیالات کو جہاں تک ان میں مصلحت وقت پایا کسی کسی
پیرایہ میں ملبوس و مستور کر کے انکو پبلک پر ظاہر کر دیا۔ اس قسم کے مصنفوں کی تعداد اگر چہ
کثیر نہیں ہی لیکن انکا لکھا ہوا بھی انگلیوں کے پوروں سے زیادہ پر شمار کر سکیں لیکن انکی علمی لیاقت اور خداداد فطانت
اس لائق ہی کہ اگر انکا موازنہ انصاف کی ترازو میں رکھکر جملہ مخالف الرائے متعصب مصنفوں کی عقل اور
معاملت سے کیا جاوے تو صرف انکا پلہ بھاری ہو گا۔ کیونکہ ایسے لوگوں نے کو طلب مبتذل مولفوں کی طرح سے تقلیدی
اعتقادات اور تعلیمی مسائل کو بعد کے پیرایوں میں مستعار اظہار نہیں کیا بلکہ مدۃ العمر انکا یہی جانفشانی کر کے سابق
مصنفین کی متعصبانہ طول و طویل مضامین سے اس طرح سے واقعات صحیحہ کو اختراعاً نکال لیا ہے جیسے ایک سلیم العقل
جج کسی مقدمہ کی مختلف شہادات مخالف سے اصل واقعہ کی تہہ پر پہونچ جاتا ہی یا جس طرح ایک جوہری پتھروں
کے ڈھیروں میں سے نیلم کی نگینوں کو چھانٹ لیتا ہے۔

اس اعلی طبقہ کے علماء تو غیر مقلد اور فضلا محققین میں سے جنہوں نے اپنی عنان توجہ اس قسم کے مطالعہ اور صحیفہ قدرت کے معائنہ
کی طرف پھیری ہے پرانی قیود تعصب کو توڑ کر تسلیم حق میں بقدر رشد و علم تساہل نکیا۔ مسٹر طامس
کارلائل صاحب ہیں ہمجنس مصنفین مثل گبن یا سونتہ سنتہ ڈابر خورس - ڈیون پورٹ - والٹیئر
وغیرہ ہیں - لیکن جو خاص عجیبات مصنف مرحوم کے حالات کی مطالعہ سے ناظرین پر واضح ہو گا وہ یہ ہی کہ اس زبردست
مقلب القلوب کی قدرت کا ایک حیرت انگیز تماشا نظر آئیگا وہ یہ ہی کہ اس شخص کی ابتدائی تعلیم اس غرض سے
کیگئی تھی کہ جب جب اسکی عمر بڑھتی ویسا ہی اسکا تعصب ترقی کر کے شباب کے ساتھ ہی کارزار کے میدان میں
مخالف اسلام اور دیگر مذاہب کے خم ٹھونک کر کھڑا ہو جاوے اور اپنے علمی حملوں کی داؤ پیچ سے ایک اُجرتی پادری کی
مثل عمل میں لاوے لیکن بسا کار کہ خدا کند ملائک چہ مجال۔ سنہ … فراغ تعلیم کے بعد اپنی عمر ہی کے علاوہ امید
بشپ کو لینے کیلئے اسلام کی صداقت کی نسبت شہادت دی گو اسکی مثل علانیہ بائیبل صحیح بیان نکر سکا
یورپ … اسلام کی تائید میں آپکو لگی … [illegible] … نہیں لوگوں کو شایان

لیکن مصنف مذکور کی کتابوں کا اثر ہمارے ہموطنوں پر بہ نسبت مسلمان مصنفوں کی انگریزی تحریروں کی طرز میں زیادہ ہوا ہوگا - گو ہمیں ہماری قوم میں اہل صاحب تصانیف انگریزی السنہ مزاولیت چراغ لے صاحب انکو تفتیش سے کم پڑھنے والوں کی کتابوں کے اس پردہ کے نشیمن آیا ہر ایک کا نام لیا ہے بلکہ ہمارا خیال ہے کہ ان لوگوں کو اُس قدر صحت سے محروم نہ سمجھنا چاہیے جو انکو اس کو پڑھنے کی شوق و رغبت سے اسلام حاصل ہوگا - اور اسلام کے حق میں خدا انکو استفاضہ میسر ہوگا -

یہ مصنف جیسا اپنی تاریخ نکالنے میں یکتا ہے ویسا ہی اپنی انگریزی طرز انشا میں نرالا ہے جسکا پورا پورا خاکہ ترجمہ میں کھینچنا محالات سے ہے -

۱۷۹۵ء میں یہ مصنف موضع ایکل فیکن واقع ضلع ڈمفریز شائر ملک اسکاٹلینڈ میں پیدا ہوا اور اسکی تعلیم کا اہتمام جیسا کہ پیشتر مذکور ہوا ہے ابتدا ہی سے ایسا کیا گیا تھا جو چرچ پریسٹ کی امیدواری کیلئے ضروری ہوتا ہے لیکن اس نوجوان نے جو اپنے معلوم نہیں کس وجہ سے خلاف منشا اپنے بزرگان خود اس سلسلہ زندگی سے پرہیز کیا اور علمی دنیا میں قدم زنی کو مذہبی پروفیشن پر ترجیح دیا - یہہ منشی بے نظیر فرقہ مدت ۱۸۲۲ء میں رائٹ آنریبل مسٹر چارلس بلر کا اتالیق ہو گیا جو اس ادیب کی فیض صحبت اور اثر تربیت سے مستفید ہو کر اپنے ہمعصر ممبران پارلیمنٹ میں ممتاز پالیٹیشن بنگیا - اس اتالیقی کے زمانے میں بھی یہ شخص اپنے اوقات فرصت کو شایع کئے بلا ملکہ اسکا اسی عرصہ میں کئی کتب جرمن کو ترجمہ اور ایک کتب ریاضی کو مرتب کر ڈالا - اپنی عمر کے تیسویں سال پر قدم رکھنے سے پیشتر نہ صرف یہ کہ لایف آف شلر (حیات شلر) کو لکھا بلکہ مشہور فاضل گوئٹے کے اخلاقی افسانوں ولہیلم میسٹر اپرنٹس شیپ جرمن کا ترجمہ زبان جرمن سے انگریزی میں اس خوبی سے کیا کہ معبر ادیبان انگلستان نے جو جرمن کی مشکلات سے آگاہ تھے اسکی قابلیت کی داد دی اور انہیں اسکی شہرت کا سکہ بیٹھ گیا کہ انکو مضامین کو اڈنبرا ریویو میں چھپنے کا فخر حاصل ہوا - اس اخبار میں اسکے بہت سے مضمون مثل جری آب تاب کے سے نکلتے ہی چنانچہ انہیں کے مضامین رابرٹ برنس قومی شاعر اور جرمن علم ادب پر شایع ہوتے وہ پبلک میں بہت ہی مقبول ہوئے - ۱۸۲۶ء میں اسکی شادی ایک ذہین بی بی مسماۃ ... میں

سے وطن کی بھی سیر کی ۔ اس سیر سے اُسکا ملا مذہب تھا جنہوں نے پہلے مذاکرے میں بڑا
نام اور شہرت حاصل کی تھی ۔ اس بزرگ کا نام جان ناکس تھا ۔

حالات سارٹر کا ایک ایسا چست اور پُرمعنی مضمون بعنوان سارٹر ریسارٹس ۱۸۳۳ء نکلا ۔ جو
اُسکی تمام تصنیفات تحریروں پر شہرت میں سبقت لے گیا ۔ اسی سال سے ۱۸۴۰ء تک صاحب موصوف نے ولیس
معرا انسٹیٹیوٹ میں بمقام لندن اس غرض کیلئے لکچر دیئے ۔ کہ مولوی حاتم یا حضرت کی شکل لیکر ایک زمرہ مصنفین
کے طبقہ سے نکلکر طلیق اللسان خطیبوں کے گروہ میں نامزد ہو گیا ۔ اس انسٹیٹیوٹ میں جس قدر لکچر اُس نے دعوت سے دیئے
دئے وہ بڑی ہی پسندیدہ اور عجوبہ تھے جنکی وجہ سے اُسکی تعظیم و تکریم دوبالا ہو گئی ۔ موخرہ الذکر سال
کے لکچروں کے سلسلہ کا نام ہیرو اور ہیرو ورشپ (دستان پیرا اور مشاہیر پرستی) ۔

ان تقریروں کے سلسلے کے بعد اس مصنف نے غالباً پیرگوشہ نشینی جلدی اختیار کر لی اور لندن کے
متصل بمقام چیلسی سکونت اختیار کر لی ۔ جہاں کہ اپنے باقیماندہ ایام حیات مستعار کو بسر کیا ۔ اسی
مقام میں تواریخ انقلابات فرانس لکھی جسکی اشاعت نے اُسکی شہرت کے آسمان میں اور بھی چار چاند
لگا دیئے ۔ اُسکی تصنیفات میں سے اولیور کرامویل پروٹیکٹر آف انگلینڈ کا مع ویلاں کے خطوں اور
تقریروں کا مجموعہ طبع ہوا جسکی بڑی کثرت سے بکری ہوئی ۔ اُسکے بعد اسکو اور طبعزاد رسالجات
مسمی لیٹر ڈے پمفلٹس ۱۸۵۰ء میں چھپے جنکی نرالی عبارت اور جدید طرز نے انکو اور بھی مشہور و معروف کر دیا
جسکے بعد ۱۸۵۱ء میں لائف آف جان سٹرلنگ طبع ہوئی اور کئی سال کے وقفہ کے بعد لائف اینڈ
ٹائمز آف فریڈرک دی گریٹ ۱۸۶۵ء میں طیار ہو کر اشاعت پذیر ہوئی ۔

آخر الامر یہ معدن علم کا بیش بہا گوہر بھی اپنی تصنیفات کی انبار کے یہ شاندار یادگار کو چھوڑ کر اور بھی
اس دنیا کے قدرشناس بصیروں کے ہاتھ سے نکلکر انسانی ہستی کی بے ثباتی کا ثبوت دیکر زبان حال
سے کل نفس ذائقۃ الموت پکارتا ہوا عالم جاودانی کو سدھار گیا ۔

بنبات پور — خاکسار

۱۶ فروری سنہ ۱۸۹۴ء — عبد العزیز خان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بل ھو آیات بیّنٰت فی صدور الذین اوتوا العلم

جو ماہوار رسالہ نمبر ۱ از تذکرہ پیغمبران جناب محمد صلعم اور اسلام ہے

ہم دیکھتے ہیں شمالی یورپ کے سکنائے سیکنڈینیویا[1] کی بت پرستی کی ابتدائی ازمنہ جہالت سے ایک بہت ہی نرالی قوم کے اُس مختلف مذہبی عہد کی طرف جو اشاعت اسلام بہ اہل عرب کے نام سے نامزد ہو توجہ کرتے ہیں یہہ ایک عظیم الشان انقلاب تھا اور انقلاب بھی جس سے نوع انسانی کو خیالات اور عام حالات میں عجیب قسم کی تبدیلی اور ترقی پیدا ہوگئی۔

ہمارا ہادی (رہنما صلعم) اپنے ابنائے جنس کے درمیان اب[2] ایک دیوتا کی حیثیت سے نہیں مانا جاتا بلکہ ایک ملہم منجانب اللہ یعنی نبی تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہہ پرستش مشاہیر کا دوسرا پہلو ہے۔

[1] قدیم نام جزیرہ نمائے سویڈن ناروے اور ڈنمارک کا ہے۔

[2] اب نہیں بلکہ کبھی بھی اشاعت اسلام سے لیکر اب تک یہ نبی امی۔ روحی فداہ۔ دیوتا تصور نہیں کیا گیا۔ اور نہ آئندہ خواہ کیسے ہی انقلابات عظیم معرض ظہور میں آئیں بخلاف دیگر ملہمین یقیناً دیوتا۔ یا ابن اللہ سمجھا جائے گا۔ کیونکہ کتب اسلامی کے کلمہ کلمہ اور حرف حرف اور لفظ لفظ سے عبودیت نبی اور الوہیت الٰہی میں فرق مبین دکھلایا گیا ہے اور بفرض محال کل کتب اسلامی سے قرآن مجید جس کی حفاظت کا ذمہ کمال شفقت سے اُس ذات کریم و رحیم نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے اور وعدہ انا لہ لحافظون فرمایا ہے بغیبت و نابود بھی ہو جاویں تاہم صرف مختصر سے مختصر قرآنی آیات اور حدیث نبوی کے فقرات جو سینہ بسینہ یاد رہ سکیں گی وہ اس امتیاز کے واسطے کافی ہونگی کیونکہ انمیں جہاں رب العلمین کی ربوبیت کا ذکر ہوگا وہاں خاتم المرسلین کی عبودیت کا ذکر بھی ضرور ہوگا اور ایک پہلو بہ پہلو جزو لاینفک کیطرح لازم ملزوم ہر دو بات کو جانتے ہوں۔ اسلام کے نام کے قیام تک وہ پیارا کلمہ جو جاہل سے جاہل مسلمان کو بھی یاد ہے بھول نہیں سکیگا کیونکہ وہ شارٹ اینڈ سویٹ جیسی ہیں ویسی ہی اٹل عدل کی مصداق ہیں اور یہہ شاہی اسلام۔ یعنی "اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمد عبدہ ورسولہ" ہی تو خاتم المرسلین کی عبدیت [illegible] کی غرض اصلی اور مت [illegible] [illegible]

ہم یہہ کہہ سکتے ہیں کہ سب سے پہلا قدیم خیال کہ بعض بزرگان قوم کو دیوتا سمجھنے کا زمانہ ایسا گیا ہی - کہ پہر اسکی واپسی کی امید منقطع ہوچکی ہی - اس دنیا کی تاریخ میں آیندہ نوع انسانی کسی فرد بشر کو خواہ وہ کتنا ہی بڑا اسپرنگ کیوں نہو دیوتا تسلیم نہیں کریگی - لیکن ہم معقولی طور پہ تحقیقات کریں کہ آیا کہ کبہی نوع انسان کی کسی جماعت نے ایسے شخص کو جسکو وہ اپنی آنکھوں - اپنے سامنے کہڑا دیکہلے - حقیقتاً دیوتا یعنی صانع کائنات مانا ہی - غالباً نہیں بلکہ علی العموم کسی ایسے شخص کو مانا ہی جو اُنکی یاد میں گذرا - یا شاید کبہی نگاہ سے گذرا - دسمرہو میاں کی بڑی بڑی آنکھیں - مترجم) لیکن آیندہ یاد رہی - کہ زمانہ میں کبہی ایسا ہونا ممکن نہیں ہی - لہذا کسی گریٹ مین Great man مرد بزرگ کا آیندہ بحیثیت اختیارات الوہیت دیوتا مسلم ہونا ممتنع الوقوع ہی -

کسی مرد بزرگ کا دیوتا تسلیم کیا جانا ایک سخت ناشی غلطی تہی - تاہم کہا جاسکتا ہی - کہ ہر زمانہ میں ایسے بشر کی حیثیت واقعی کا جاننا - یا اُسکی نسبت صحیح صحیح بیان کرنا اور اُسکی قبولیت مناسب کا حق ادا کرنا نہایت دشوار امر ہی - ہر مرد بزرگ کی قبولیت عامہ کے طریق سے اُسکے عہد خاص کی تواریخ کا خاکہ معہ پُر معنی خط وخال کے نظر آجاتا ہی - انسانی شعور خالی از فتور ہمیشہ ایسے بزرگ مرد میں بعض ایسی باتیں پالیتی ہیں جو خواص الہی کے مشابہ اور ہمرنگ ہوتی ہیں - خواہ وہ اُسکو دیوتا مانیں یا البشیر من اللہ جانیں یا کچہہ اور تصور کریں یہہ ایک بڑی عالیشان چیستان ہی - وہ اُسکے پیرو) جسطرح پر اس معما کو حل کرتے ہیں اس طرز تقریر سے ہم اُنکی دلی حالت روحانی کو اس طرح دیکہتے ہیں - جیسا کہ ایک چہوٹے سے چہرو کے اندرون خانہ کی کیفیت کا) دیکہنا ممکن ہی - کیونکہ مشاہیر بہی اسلئے کہ یہ قدرت کی ساخت میں اپنی گنہ و ماہیت میں ہمیشہ سے دیگر ابنائے جنس سے متحد ہیں - چنانچہ اودن[1] - لوتہر[2] - جانسن -

---

[1] اول [illegible] یا سب سے بڑا دیوتا اُسکا اصلی نام سگی (Sigge) اور اُسکے باپ کا نام [illegible] [illegible] [illegible] اختیار کیا [illegible] [illegible] ([illegible] Sigehlane [illegible])

بولنے میں بھی یہی بیان ہے کہ سید واقف ہے کہ اصلاً ایک ہی چیز ہے مگر معلوم رہے کہ لیکن دنیا کی ہر تغیر و تبدیلیت
انکی بیچ میں تبدیل کر دینے والے ان اشکال کو ایسی ملتی جلتی باتوں سے طبیعت کو کہا ہے کہ ان اختلافات و شمار و بیدردی
نقدون ہوگیا ہو جس طرح سے اونکی کی تحقیق ہوتی ہے اوسکے ہم گرداب تحیر میں پڑ جاتی ہیں۔ اسی رنگ
کو معنی تک جاتا اور اسکی تشخیص اور توصیف کے حیلے تحیر میں غریق ہو جانا اور اپنے دلوں میں یہہ

کو چشمہ سے پانی پیکر دانائی ملا کامل ہوگیا لیکن یہہ امتیاز ایک آنکھ دیکر حاصل کیا۔ اُسکے بہادروں کا نام اینل
اور عفریتی تہا اور اسکی اہلیہ کا فریگا۔ اسکی بیٹیوں کا شہود اور بالدر۔ اسکے پایہ تخت کا نام والہالا
جلففا اور اسکی فوجی دفتر کا نام دال ہالا اور اسکو دربار کا نام زنت ہیر یت۔ اسکے دو غراب الیبن کا
نام تفکر اور یاد تہا۔ گہوڑے کا نام سلیپ نر اور نیزہ کا نام گنگ نر اور یہہ نیزہ کبھی خطا نہ جاتا تہا
اسکے جہازوں کا نام سکیڈ بلیڈ نر تہا۔ اسکی انگشتری کا نام دراوپ نر تہا جس سے ہر نویں رات
کو ویسی قیمتی ۹۔ انگشتریاں اور جھڑتی تہیں۔ اسکی بھیڑیوں کا نام جیری اور فریکی تہا۔ آخرش
اُسکو فینرس نامی بھیڑئے نے کہا لیا۔ بعض کا قول ہے کہ اوڈن سنہ ۷۰ قبل مسیح میں ہوا۔
لیکن ملا مسکا ولائی صاحب اسکو تسلیم نہیں کرتے۔ انکی رائے میں اس سے بہی کچھہ عرصہ پہلے ہوا ہوگا۔ ممالک
سکینڈینیویا میں اسکی ماننا ۱۱ صدی عیسوی تک رہی۔ مترجم۔

سلہ (متعلق لوتھر صفحہ ۶) یہہ مصلح قوم عیسوی ۱۰ نومبر ۱۴۸۳ء کو موضع ایسلبن میں واقع صوبہ
سیکسنی میں پیدا ہوا اُسکو والدین موضع موہرا کے رہنے والے تہے اور کانوں کی کہدائی میں مزدوری کرتے
تہے۔ اسجگہ اُسکی والدہ دردزہ کی حالت میں موسم سرما میں ایک میلہ دیکھنے آئی تہی کہ یہہ فرزند مسکین
پیدا ہوا۔ اُسکی ماں کا نام مرگریٹ تہا اور اسکی باپ کا نام جینس لوتھر اس نونہال کا نام مارٹن
رکہا گیا۔ ابتدائی تعلیم کے بعد اسکو باپ نے اسکو ارفرٹ یونیورسٹی میں داخل کیا جہاں اُسنے علم فلسفہ اور
قانون میں خوب مہارت حاصل کی۔ ۲۱ سال کی عمر میں ڈاکٹر آف فلاسفی کا ڈپلوما حاصل کیا۔
ایک دن اپنے ہم مکتب دوست الیکسز کی ہمراہ سیر کر رہا تہا کہ اتفاقاً بجلی گری اور وہ
راہی ملک عدم ہوا۔ وہ ہم سنی سکی پاؤں پر گر پڑا۔ اسکی عمر اسوقت ۱۹ سال کی تہی۔ لیکن اس واقعہ ہوش ربا نے
اسپر یہہ اثر کیا کہ اسکی آنکھیں کہل گئیں اور اسکو سب چیز کی چاٹ لگ گئی۔ اور یہہ زندگی ایک فانی اور
بے سود معلوم ہوئی۔ ہرچند دوست آشنا ماں باپ وغیرہ اپنا پرایا اُسکو منع کرتے رہے لیکن اسنے کسی کی نہ مانی
اور سینٹ آگسٹائن کی خانقاہ اور تجرد گاہ میں بطور ایک تارک الدنیا راہب کے داخل ہوگیا۔ یہاں
خانقاہ میں بیان کیا گیا کہ اُسکو اتفاقیہ ترجمہ بائبل لاطینی ملا۔ بائبل اسوقت تک نایاب تہی۔ بالکل
نایاب تہا۔ اسی قیاس میں یہہ شعبہ قرآن تہا جس نے اسکے دل میں یہہ جذبہ کہول دیا جیسا بیان [illegible]

شہان لیاگیا۔ وہ بذاتہ ہی اصلی ہی ہو۔ اس قسم کی پرستش کا مکمل نہ ہونا صاف ظاہر ہو لیکن جس علم پر مجرد کی آدمیت ہو بنی کیا وہ تکمیل کی شامل کبھی ہو سکتی ہی! دنیا کی واسطے فلک کو قبضہ قدرت میں نہایت کار القدر عطیہ جو خدا کی قدوس القدوس ہیں مصاحبت شان ملائکہ پیدا کرتا ہو اس شہر کا سچ آسمانی حقیقتا ہماری واسطے پیغام دیکر بھیجا گیا اگر واسطے اس کو جو ہمارے قلب کی منور کرنے کی واسطے آیا تھا ایک بیکار مصنوعی قسم کی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶) برپا ہوا اور آسیہ کو جگمگا دیا۔ غالباً یہ وہ ترجمہ تھا جو ۱۵۱۰ء میں مسٹر اکٹر سٹیفنز پنیگانی نے سائکن بادلیس نے وینیس میں شایع کیا تھا یا اس سے سابقہ ترجمہ تھا۔ اول الذکر ترجمہ بحکم پوپ جلا یا گیا تھا۔ ۱۵۰۸ء میں پریسٹ ہڈ کی خدمت دینی کے واسطے مقرر ہوا۔ بعدہ وٹن برگ کی ایک نئی یونیورسٹی میں استاد مقرر ہو گیا۔ اپنی خانقاہ کی کام کی واسطے ۱۵۱۲ء میں روم کو بھیجا گیا اور واپسی پر ڈاکٹر آف ڈیوینٹی کا خطاب حاصل کیا۔ اور علم الٰہیات کا پروفیسر مقرر ہوا۔ ۱۵۱۷ء میں جب لیو دہم پوپ وقت نے وہ معافی نامہ شایع کی جنکی رو سی عذاب عالم اعراف اور جسمی تکلیفات عالم آخرت اور خطا بخشی کا وعدہ مخریہ اور درج کیا اور جنکی فروختگی کی آمدنی کو ترکوں کے ساتھ مذہبی جہاد کی تصرف میں خرچ کرنا مدعا تھا۔ جرمنی میں پہونچے تو انکو پوپ کی طرف سی ٹیکن دایک معجز مذہبی فرقہ ڈومن کیتھولک ہی جسکی بنیاد سینٹ ڈومنک نے ۱۲۱۵ء میں ڈالی تھی۔ لوگوں کی بڑی شرمناک طریق سی فروخت کرنا شروع کیا اس حالت کو دیکھکر لوتھر کی آتش غضب بھڑک اٹھی اور اُسنے اسکی نا واجبیت کی نسبت ایک رسالہ وٹن برگ میں بنام (Thesis on Indulgences) شائع کر دیا پوپ کے ایجنٹ (Tetzel) نے اسکی تردید کی لیکن لوگوں کے دل سے لوتھر کی تحریر کا اثر رفع نہو سکا۔ شہنشاہ جرمنی کے ایما پر لیو مذکور نے لوتھر کو روم میں بلایا تاکہ کسی طرح سی اس فساد عظیم کا دفعیہ آسانی ہو جاوے۔ لیکن لوتھر نے دانشمندی کرکے تعمیل سے انکار کیا۔ اسپر پوپ نے شہزادہ الیکٹر فریڈرک (Elector Fredrick) کو لکھا کہ لوتھر سپرد سفیر روم کیا جاوے لیکن اُسنے جواب لکھا کہ اسکی تحقیقات جرمنی میں ہو۔ چنانچہ اس بات کو پوپ نے منظور کر لیا۔ اور کارڈینل کاجی ٹن کے روبرو بمقام آگسبرگ لوتھر نے اپنا عقیدہ تمام کہول سنایا لیکن پوپ عقاید کی تسلیم سے انکار کیا۔ اسپر پوپ نے شاہی فرمان بل کے ذریعہ سے مشتہر کر دیا کہ جو معافی نامجات عصیان کی مخالفت کریں وہ محمد مستوجب ہوکر حلقہ مذہب سے خارج سمجھے جاوینگے۔ لوتھر نے فوراً اشتہار علم کے ذریعہ سے التجا کی کہ پوپ کی بالائی طاق رکھکر ایک جنرل کونسل کی ذریعہ سے اس امر کا تصفیہ کیا جاوے۔ ار اسمس نے بھی اس بات کو تسلیم کیا لیکن اپنی تئیں پورے طور پر ظاہر نہ کر سکا۔ یہ شخص آخر الامر لوتھر سے برعکس ہو گیا اور ان دونوں میں بڑی مختصر مسالہ بازی ہوئی۔ لیکن ایک جرمنی پاسی فاضل پروفیسر ملنکتھن لوتھر کے ساتھ تنگ تھا اسکو لیا مل گیا جسکے حسن اخلاق۔ اعتدال مزاج اور راسخ الاعتقادی سے اسکو بہت فائدہ حاصل ہوا۔ ۱۵۲۱ء میں

کی طرح صاف کرین گردیہ سمجھکر کہ ہمارے بیان نے ایسی طرح سمجھا کیا اور غرض ہوا ہے کہ ہم سکو خاکستر تباہی اور حالت عظیم
التاثیر کو وجہ کو پہونچا کر غرقاب بحر غفلت کریں تو ہم ایسے مرد بزرگ کے اس قسم کی استقبال کو مکمل نہیں
کہہ سکتے ہیں اس پرستش کی حقیقت دیکھ لینے کے بعد خود دستور سکنڈ نیویا کی نسبت ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس کا
معاملہ اور بھی منافی بنیاد کہلائی دیگا جیسے ثابت ہو گا کہ اطوار بنی نوع انسانی میں کیسے کیسے افسوسناک نقص
موجود ہیں مجنونانہ تعشق اور متحیرانہ توصیف و تکریم محض غیر مدلل کی قدر دانی کیجانا تو بھلا تھا ہی نہیں لیکن ایسا
بلا دلیل مقبول اور بلا وجہ معقول استغنا و متکبرانہ اور بھی تر ہے گو سنا تو پرستی ہمیشہ مختلف طرز سے ہوئی ہے

بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۶ آخر الامر پوپ نے اسکی نسبت فتوی تکفیر جاری کیا جسکا نام اس مصلح نے کف مجسم رکھا اور تمام عیسائی طالب علم ویٹن برگ یونیورسٹی کے روبرو انکو جلا دیا۔ ۱۵۲۱ء میں شہنشاہ چارلس پنجم کی ذمہ داری سلامتی جان لیکر وہ مجلس مذہبی ورمس واقعہ لب یا گمرا این میں خلاف رائے معتقدین خود چلا گیا۔ اس مجلس میں بھی اسکو فہمایش ہوئی کہ اپنی رائے سے اجتناب اور توبہ کرے +

اس بحث سے واپس آتے ہوئے اسکو جنگل میں سواروں کی ایک جماعت نے آپکڑا اور وہ اسکو ایک قلعہ ملوکہ الیکٹر سکسنی میں ہمراہ لیگئی اور وہاں اسقدر احتیاط کیساتھ اسکو مخفی رکھا کہ سوا تو ان ماہران راز کے کسیکو اسکے حال کی اطلاع تک نہ تھی۔ اسی اثنا میں شہنشاہ جرمنی نے لوتھر کیخلاف ایک فرمان جاری کر دیا اور منادی کرادی کہ تمام سلطنت میں کوئی اسکی ضمانت نکرے۔ لیکن لوتھر اپنے مقر میں بڑے امن چین سے رہا اور اپنا وقت اپنے پیرو دوستوں کیساتھ بحث و گفتگو اور تحریر کتب میں صرف کرتا رہا۔ اس سفر کو لوتھر نے سینٹ جان کی اس محو العزات نشینی سے نسبت دی جو اسنے جزیرہ پیٹماس میں اختیار کر کے کتاب مکاشفات طیار کی۔ دس ماہ غائب رہکر وہ پھر ویٹن برگ میں آنکلا اور آتے ہی شاہ ہنری ہشتم کی کتاب متعلق مسئلہ عشاء مقدس ربانی کا جواب ترکی بترکی دیا اور جرمنی زبان میں انجیل کا ترجمہ بھی لکھ ڈالا گو اس ترجمہ کی شہنشاہی حکم سے مخالفت ہو چکی تھی لیکن اسکو عام طور پر پھیلا کر ہی چھوڑا۔ ۱۵۲۵ء میں لوتھر نے ایک فرار شدہ تارکہ کیساتھ شادی کی یہ تارکہ ایک تجردگاہ سے بھاگ آئی تھی۔ اس موقعہ کو اسکی مخالفوں نے غنیمت سمجھکر لوتھر پر الزام لگایا کہ وہ پاکباز اور معصوم نہیں ہے لیکن اسنے تمام الزاموں کو معقول دلائل سے رد کر دیا۔ ۱۵۲۶ء میں شہنشاہ جرمنی نے سپائر میں ایک مجلس قایم کی جسکا یہ منشا تھا کہ لوتھر کے برخلاف حصول امانت کی کوشش کیجاوے اور باہمی مذہبی جھگڑے رفع کئے جاویں۔ اسی مجلس میں قرار پایا کہ تمام مملکت میں رسم تیوہار راس اداکی جاوے۔ الیکٹر سکسنی اور برنسن برگ اور شہزادہ ہیس نے پروٹیسٹ (اعتراض) پیش کیا اور اسی وجہ سے اس مصلح جماعت کا لقب معترضین ہوا۔ پس ان شہزادوں نے باہمی امانت اور حفاظت کے لئے شہنشاہ کے برعکس سازش کرلی۔ ۱۵۳۰ء میں بمقام اسپائر ...

یہ نئے ڈھنگ سے کیگئی ہے اور زمانہ میں اسسے بہترین طرز سے ادا کرنا محال معلوم ہو - فی الواقعہ لین پول کی تمام کا مدعا کا
معا ہماری رائے میں مشاہیر پیشین گوئی کا طریق احسن ادا کرتا ہو -

ہمنے محمد کو اسواسطے اپنے اس لکچر کا ہیرو منتخب نہیں کیا کہ آپ گروہ انبیائی میں سب سے جلیل القدر ہیں بلکہ اسواسطے کہ ہمیں انکی بابت بلا خوف و خطر آزادی سے بحث کرنے کی گنجایش حاصل ہی - آپ دیگر انبیا کی نسبت زیادہ سچے نہیں ہیں - بلکہ میں انکو سچا سمجھکر انکی تعظیم کرتا ہوں - علاوہ بر ان چونکہ ہم میں سے کسی عیسائی کے مسلمان ہو جانے کا اندیشہ نہیں ہو - اسلئے تمام محاسن و خوبیاں آپکی بنظر انصاف حتی الوسع بیان کیجاتی ہیں - آپکا سر مخفی معلوم کرنیکا طریق یہ ہے کہ اولاً ہم یہ سمجھیں کہ وہ دنیا سے کیا چاہتے تھے - تب اس سوال کا جواب نکل آئیگا - کہ دنیا نے انکو کیا سمجھا اور اب کیا سمجھتی ہو - محمد کی نسبت ہماری قوم کی عام رائے جو اب تک چلی آتی ہو کہ آپ ✱ مفتری منصوبہ باز محض تھے - بلکہ جھوٹ کی اوتار - آپکا مذہب دعاوی باطلہ کا مجموعہ اور ضعف عقلی کا نتیجہ ہو آپ چونکہ واقعات کے بالمقابل قایم نہیں رہ سکتی - اسلئے اس میں تغیر آنا شروع ہو گیا ہو - جو بہتان ہمارے بیخبر اندیش سرگرم لوگوں نے آپکی بابت جڑے ہیں وہ الٹے خلاص ہمارے حق میں باعث شرم و حقارت ہیں - مثلاً جب ڈاکٹر پوکاک[1] صاحب نے

✱ معاذ اللہ مترجم - جزاک اللہ مترجم -

[1] ڈاکٹر پوکاک کی کتاب سپیسیمین ہسٹوریا ایری بم کی نسبت سیل مترجم قرآن کی رائے ہو کہ وہ نہایت مفید اور صحیح تصنیفات سے ہو جو اب تک قوم عرب کی آثار و صنادید قدیم کی نسبت طبع ہوئی ہو - اور اپنے ترجمہ قرآن شریف میں اسی کتاب سے انہوں نے بہت استفادہ حاصل کیا ہے - ڈاکٹر پوکاک بمقام آکسفورڈ ۱۶۰۴ء میں پیدا ہوا اور ۱۶۹۱ء میں مرا - ایکسفورڈ کی یونیورسٹی میں تعلیم پاکر الیپو میں بعہدہ چیپلن یعنی فوجی پادری متعین رہا - جہاں اسنے عربی - عبرانی - شامی وغیرہ زبانوں میں مہارت حاصل کی پھر آکسفورڈ میں پروفیسر عربی مقرر ہوا - ۱۶۴۸ء میں عبرانی کا پروفیسر مقرر ہوا اور سپیسیمین ہسٹوریا ایری بم شایع کی بعدہ اور کتابیں لکھیں - مترجم

بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ (۶) معاون لوتھر نے مقام آس برگ میں ورمس کی اقتش کا مشورہ لیا سکیا جسکو پابند فرقہ پراٹسٹنٹ اب تک مانتے ہیں ۱۵۳۴ء میں ترجمہ بائبل مصنفہ لوتھر طبع اور شایع ہوا - ۱۵۴۶ء میں بمقام وٹن برگ میں اپنے معاون میلانکتھن کے پاس مدفون ہوا - اسکی یادگار ورمس میں قایم کی گئی - مترجم ✱

گروشی اس[1] سے پوچھا کہ اس قصے کا کیا ثبوت ہے کہ حضرت کی گوش مبارک میں سے ایک کبوتر[2] کو دانہ چگنے کے واسطے سکھلایا گیا تھا کہ وہ بمنزلہ فرشتہ وحی لوگوں کی نظر میں دکھائی دے؟ گروشی اس نے جواب دیا کہ ثبوت اسکا کوئی نہیں۔ یہہ میں تمت ہے کہ ایسے خیالات عام کو خیرباد کہا جاوے۔ جو کلمہ اپنی زبان سے نکلا وہ اتنک بارہ سو سال سے اٹھارہ کروڑ آدمیوں کی طرز زیست کا رہنما رہا ہے۔ ان اٹھارہ کروڑ بندوں کو بھی خدا نے اوروں ہی طرح پیدا کیا۔ اس گھڑی۔ کلمہ محمدی پر ایمان لانے والے دیگر ادیان اور مذاہب کے پیروان کی نسبت تعداد میں زیادہ ہیں۔ کیا یہہ گمان ہو سکتا ہے کہ جو کلمہ اس قدر کثیر حصہ خلقت خداوند عزوجل کا حیات و ممات میں دستور العمل رہا وہ ایک حقیر و معانی شعبدہ باز کی زبان سے نکلا تھا۔ مجھے تو ایسے گمان کا دلمیں لانا بھی محال ہی نظر آتا۔ بلکہ اسکی نسبت اور بہت سی باتوں کا تسلیم کر لینا میرے لیے آسان ہے۔ اس قسم کی دعاوی باطل ظہور پذیر ہو کر جس دنیا میں تسلیم و منظور کر لی جاویں تو میرے خیال میں نہیں آتا کہ اسکا کیا حال ہو گا۔

ہم افسوس سے کہتے ہیں کہ بریں عقل و ہمت بباید گریست۔ اس قسم کی آرا نہایت ہی خطرناک ہیں۔ اگر خالق کی کائنات حقہ کا سچا علم حاصل کرنیکی آرزو ہو تو ایسی باتوں سے کلہم ایقان و ایمان اٹھا لینا چاہیے۔ بہت زمانہ دہریت کا نتیجہ تہیہ ایسے اشخاص مع حالی زندگی کا سخت ترین قالب میں ابتلا اور ابداع انسانی کا محض قصہ بے اختراع ہوا پایا جاتا ہے۔ اُس دنیا میں آیا۔ میرے خیال میں اس سے زیادہ ملحدانہ رائی کبھی شائع نہیں ہوئی (سوچو تو) کیا کبھی کوئی جھوٹا آدمی بانی مذہب ہو سکتا ہے۔ اسکی مثال ایسی ہے۔ جیسا کہ ایک اناڑی آدمی سے تعمیر مکان خشتی کا وقوع میں آنا۔ جبتک اس شخص کو جو مکان تیار کرے اصلی خواص مصالح معلوم

[1] گروشی اس جسکو بمقام ڈلفٹ ۱۵۸۳ء میں پیدا ہوا اور ہالینڈ کو جاتا ہوا بمقام راسٹاک ۱۶۴۵ء میں مرا۔ فرانس میں [illegible] سفارت شاک ہالم [illegible] انجیل کی تفاسیر اسکی بڑی مستند ہیں۔

[2] اس قصہ کو کہ محمد نے ایک فاختہ پال رکھی تھی اور اسکو سکھلا رکھا تھا۔ کہ شانہ مبارک پر بیٹھ کر کان میں سے دانہ چگن لیا کرے اور جب وہ چونچ سوراخ کان میں ڈالتی تو یہہ جتایا جاتا کہ وحی الہی کان میں روح قدس فاختہ کی صورت میں آیا ہے۔ اس قصہ کو [illegible] نے اپنی تواریخ عالم جلد دوم حصہ اول [illegible] میں نقل کیا ہے۔ اسکو مترجم قرآن سیل صاحب نے حیات محمدی میں بھی نقل کیا۔ اس قسم کی غلط بیانیوں پر جو لوگ [illegible] کی جرات کرتے ہیں وہ یاد رکھیں کہ ریتیلی جگہ پر عمارت کی بنیاد ڈالتے ہیں۔ جو آج نہ پہلی کل پہلی۔ مترجم

ہوئی تھی۔ وہ اُنکی ترکیب کو عمل میں لاو۔ مواد پنچہ کا جلانا اور دیگر مصالح کا رآمد استعمال کرنا۔ نتیجہ تو اُسکا ساخت سکان مکان نہیں ہے۔ بلکہ تو وہ خس خاشاک اُسکو کہنا بجا ہوگا۔ اس قسم کی اناڑی کی عمارت بارہ صدی تک اشہاد کردہ محلوقات کی رہایش کے واسطے کب ٹہیر سکتی ہی۔ بلکہ وہ فوراً مسمار ہو جاویگی۔ بنائی ملت قایم کرنے کیواسطے انسان کو قوانین فطرت اللہ کی پابندی۔ بلکہ عین فطرت اللہ سے ہمرازی اور حقایق الاشیا سے آگاہی لازمی ہی ورنہ قانون قدرت صاف جواب دیگا کہ بس سے گدائی گوشہ نشینی تو حافظا مخروش۔

آخر تصنیفات تصنیفات ہی ہیں ایک کیمل[ف] بی آسٹرو نہیں بلکہ اُنکے بیری مشہور و معروف دنیوی لیڈر ایک خاص دن تک اپنی دعاوی باطل کی ذریعہ سے خوش بخت رہ سکتی ہیں۔ جیسے دعوی جعلی نوٹ کی مثال ہی۔ گو عیاروں کی ہاتھ نا سمجھ کی وجہ سے چل جاتا ہی لیکن انکی بیچی دیگر ناکردہ گناہوں کو اُسکا خمیازہ اُٹھانا پڑتا ہی نوبت یہاں تک پہونچ جاتی ہی کہ خود نیچر آتشی شعلہ بنکر بہڑک اُٹھتی ہی اور ہیبتناک راستبازی کے ساتھ

ف یہ شخص مشہور مفتری ہوا ہی۔ ۱۷۴۳ء میں پیدا ہوا۔ اسکا اصلی نام جوسف بال سامو ہے۔ اپنا اصلی مولد ترک کرکے روما کی کیپیٹل میں چلا گیا۔ جہاں اُسے ایک جوان عورت ملگئی۔ یہہ عورت اپنے شوہر کی طرح بڑی بہاری عیار تہی۔ لگنے تھے یہہ پلرمو کے ایک مالدار زرگر کو بڑا بہاری دفینہ دکہلانے کا لالچ دیکر خوب لوٹا۔ باین وجہ اُس کو جزیرہ سسلی چھوڑنا پڑا۔ میسینا میں آلتھو ٹاس نامی یونانی سے ملا جس کو علم کیمیا میں دعوی کمال تہا۔ اُس کی ہمراہ جزیرہ عرب الہند اور ملک مصر کی سیر کرتا ہوا واپسی پر جزیرہ مالٹا میں ٹہیرا جہاں انہوں نے ماسٹر پنٹو کے کارخانہ کیمیائی میں کام کیا۔ اسی جگہ پر آلتھو ٹاس مرگیا۔ اور بال سامو۔ نیپلز کو چلدیا۔ اُس شہر میں آکر مارکوئس پیلیگرینی کا لقب اختیار کیا۔ اب اس نے اور ممالک کو بہی دیکہا اور فرانس میں پہونچ کر کونٹ دی کیمل بی آسٹرو کے نام سے مشہور ہوا۔ چونکہ ہیرے کی مالا خریدنے میں کارڈینل دوہن کا شریک تہا اسلئے اسکو بہی قید کرکے بیس ٹائل کے جیل میں بہیجا۔ انگلستان میں اسکو بڑی کامیابی ہوئی۔ جہاں طب اور علوم مخفیہ اور طلسمات (occult sciences) میں دعوی کیا۔ آخر الامر اٹلی میں واپس آیا۔ اور روما کی کیپیٹل میں گرفتار ہوکر حبس دوام کا سزایاب ہوا۔ اور ۱۷۹۵ء میں قلعہ سینٹ لیون واقعہ متصل روما مذکور میں مرا۔ علی العموم اُس نے امرا اور اہل ثروت کو دہوکہ دیا۔ بڑے مبالغہ آمیز دعووں بلکہ بعض اوقات غیر معصوم اور ناجایز ذریعوں سے وہ ان لوگوں کے دلوں میں گہر کر لیتا تہا۔ ملخص از اطلس ٹینس بائی اوگریفیکل ڈکشنری۔ مترجم۔

ڈھونڈھی چھوڑ دیتی ہے کہ خبر وا جعلی نوٹ ثابت ہو گئے ہیں - انقلاب فرانس اور شمال ڈالک اسکو ثابت کر رہے ہیں - بڑے آدمی کی نسبت علی الخصوص میں بڑی جرأت کرتا ہوں اور لیکتا ہوں کہ صادق کے برعکس ہونا اسکا قابل اعتماد نہیں - صدق ہی اسکی اور اسکی بانیوں کی ابتدائی بنیاد ہو سکتا ہے - خواہ میرابو ہو نپولین - برنس ہو یا کرامویل - کوئی آدمی بھی کسی کام کرنیکو قابل نہیں ہوتا تاوقتیکہ اس کام کی سچی چاہت اسکو دل میں سب سے اول موجود نہو - اور ایسے آدمی کو میں صادق کہتا ہوں - جتنے ہیرو ہیں - ان کا سب سے پہلا خاصہ اخلاص ہے - اخلاص بھی کیسا - بڑا گہرا اور صداد - یاد رہے کہ جو شخص اپنے تئیں صادق سمجھتا ہو وہ مخلص ہرگز نہیں ہو سکتا - بلکہ ایسا شخص ہائے افسوس کہ فی الحقیقت بہت ہی محتاج اخلاص ہے بلکہ ایسا تو ہی مدعی اخلاص بالکل متعجب خود پسند ہے - بڑے آدمی کا اخلاص اس قسم کا ہوتا ہے کہ وہ اسکا بیان نہیں کر سکتا اور نہ وہ اس سے آگاہ ہوتا ہے بلکہ برعکس اسکے میری رائے میں اپنی ناراستی کا خائف ہوتا ہے - کیونکہ ایسا انسان کون ہے جو قانون راستبازی کے مطابق سیدھا صراط مستقیم پر ایکدن بھی چل سکے[1] - نہیں بزرگ شخص ہرگز اپنے اخلاص پر فخر کرنا تو در کنار - ہماری رائے میں شاید وہ اپنے دل میں بھی اخلاص خود کا سوال تک پیش نہیں ہونے دیتا - اسکی راستبازی اختیاری نہیں ہے - بلکہ اس سے راستباز ہوئے بغیر بن نہیں پڑتا - ہستی کی جلیل القدر حقیقت اسکو بڑی عظیم الشان معلوم دیتی ہے خواہ کتنا ہی وہ دور بھاگنے کی کوشش کرے وہ اس علم الیقین کی ہیبتناک بارگاہ سے نکلکر باہر جا ہی نہیں سکتا - سب سے مقدم بات یہ ہے کہ خداوند کریم نے اسکو دلکو اسی طرح پر وضع کیا ہے اور یہ ہی اسکی بڑائی کی جڑ ہے - اسکے لئے خفیف ہستی خوف سے پر اور حیرت سے لبریز زندگی کی طرح محقق اور موت کی طرح متیقن ہے - اگرچہ تمام انسان اسکی ہستی کا خیال دل سے بھلا دیویں اور ازراہ شیخی کجروی اختیار کر لیں لیکن صادق شخص سے ایسا نہیں ہو سکتا - ہر لحظہ وہ شعلوری پیکر نار[2] سی تصویر اسکے سامنے ایسی چمکتی ہے جس سے انکار محال ہے اور یکتا ستی رہتی ہے کہ

[1] یہ ہی وجہ ہے کہ اسلام میں ہر مسلم بالغ پر پانچوں نمازوں میں ہر رکعت میں اهدنا الصراط المستقیم کا بڑے اخلاص کے ساتھ پڑھنا فرض کیا گیا ہے تاکہ مجیب الدعوات اپنے فضل سے لغزش سے محفوظ رکھے -

[2] غالباً اس آگ کی جانب اشارہ ہے جو حضرت موسیٰ نے بوقت راہ گم کردگی مدین سے مصر جاتے ہوئے رات کو دیکھی اور جسکو دیکھی اور دونوں داستانوں کی بابتما ساین لود ذکہ کلام دیا - اور جن کا ذکر آیات ذیل میں ہے - هل اتاک حدیث موسیٰ اذ را نارا فقال لاهله امکثوا انی آنست نارا لعلی آتیکم منها بقبس او اجد علی النار هدی فلما اتاها نودی یا موسی انی انا ربک - سورہ طٰہٰ اور سورہ نمل میں ہے اذ قال موسی لاهله انی آنست نارا سآتیکم منها بخبر او آتیکم بشهاب قبس لعلکم تصطلون فلما جاءها نودی ان بورک من فی النار ومن حولها - مترجم

مشہود مستقیم ہو مذکورہ بالا تمہید میری کارلائل کی ہیرو مین شپ کی ابتدائی تعریف ہو چونکہ یہ تعریف تمام مخلوق انسانی کی
شایانِ شان ہے۔ اسلیے کسی عامی و ہر چیز آدمی میں بھی پائی جا سکتی ہو لیکن ہیرو شپ اس سے مقابل ہو نہیں سکتا چونکہ ایسا انسان
تازہ بتازہ نو بنو جو ہمارے پاس پیغام پہنچاتا ہی اس لیے ہم اُسکا نام انسان اول اور اصل رکہتے ہیں ایسا رسول بشارات
لیکر اس محیط کل سے ہمارے پاس ہم پہنچا ہی جسکی کنہ انسانی سمجھ اور ادراک سے برتر ہو۔ چاہیں آپ ہم اسکو شاعر کا نام سے
نامزد کریں یا نبی کی لقب سے ملقب کریں خواہ دیوتا کی اسم سے مسمی کریں لیکن یہہ پایا ہی کہ ہر صورت میں اس
انسان کی کلام دیگر انسانوں کی تقریر سے نرالی معلوم ہوگی۔ یہہ کلام ایسی ہے کہ گویا اشیا کی باطنی حقیقت سے براہ راست آتی
ہی اور ایسے متکلم کی بسر اوقات اور مدار زندگی اُسکی ہمکلامی کیساتھ عرفان ہو۔ خواہ وہ اندھا ہو خواہ آنکھ والا ہو اور خواہ
پیرو حکایات یا سماعی۔ کسی حال میں بھی یہہ باتیں اس حقیقت کو اس سے پوشیدہ نہیں رکھ سکتی ہیں کیونکہ وہ خود چراغ ہو خورشید
کی طرح اسکو دیدہ بصیرت کو منور کیے رہتی ہو واقعی اُسکی کلام کیا از قسم الہام نہیں ہے اور الہام کے نام سے اسکو اس سطح
پکارتے ہیں اور اسکا نام ہمیں معلوم نہیں ہے۔ وہ طلب علمیات سے پیدا ہوکر آیا ہی اور وہ اشیاء کی حقیقت اصلی کا جزو ہو
خدا تعالی نے کئی طرح کے پیدا کیا ہی لیکن کیا اُسی خدا نے اس انسان کو بھی سید الاولین و خاتم المرسلین نہیں
بنایا چونکہ وہ اپنا عالم قادر مطلق کی القا کی ذریعہ سے حاصل کرتا ہے اس لیے سب سے پہلے ہمیں اسکی باتیں غور سے سننا چاہیے
پس ہم محمد صاحب کو ہرگز یہ خیال نہیں کرسکتے ہیں کہ وہ صرف ایک شعبدہ باز تھے باطن شخص تھے اور ہم اسکو ایک حقیر
خیالات والا دیدہ دانستہ منصوبے باندھنے والا نہیں کہہ سکتے ہیں اسکی نسبت ہم ایسا وہم و گمان بھی نہیں کر سکتے جو سخت کرخت
پیغام اُنہوں نے دنیا کو دیا بجز اس کے وہ ایک سچا اور حقیقی پیغام تھا اور اگرچہ وہ ایک غیر مرتب کلام تھا مگر اسکا سرچشمہ وہی ہستی تھی
جسکی ہم کہہ چکے ہیں۔ نہ اس شخص کے نہ اقوال ہی جہوٹے تھے نہ اعمال ہی اور نہ ہی ان میں سے بناوٹ یا کسی کی نقل تقلید
تھی جیسا ہمیں کہ ایک نورانی وجود ہستی کی گود سے دنیا کو منور کرنے کیلئے نکلا تھا ایسے ہی خدا نے اُسے دنیا کو منور کرنے ہی کیلئے
پیدا کیا تھا۔ محمد کی بغیر سنیں اور تعصب اور عدم اخلاص کبھی بھی اُسکی نسبت ثبوت کو نہیں پہنچ سکتے اگرچہ یہی مان لیا جاوے

حاشیہ۔ ۱ اس فاضل مصنف کی یہہ فلسفیانہ استعارہ (Poet) فی الحقیقت حاشیہ طویل ہے اور فی الواقع اسکی تشریح و توضیح محمد کی ذات
میں ہی بالکل الہام ہے۔ اصل انگریزی میں لفظ نبی (Prophet) اور شاعر (Poet) ہے لغت انگریزی میں لفظ سے بحث کرکے ہوگا
ثابت کیا گیا ہے۔ ساکہ دونوں الفاظ انگریزی میں ایک ہی معنوں سے مشتق ہوں۔ تو اس سے صرف ایسا لازم آتا ہی کہ لفظ پرافٹ انگریزی میں ایک ہی اصلیت سے
نکلا اصطلاحی معانی میں ایک اصل معنی پر ترقی کر گئے ہیں مگر اس بحث کی نسبت کی گنجائش ہو اور ضرورت اس سے کوئی وجہ دانستہ اسکو نظر انداز کیا گیا ہی لیکن اس سے
مختلف نوع الفاظ کو مصنف محصور و متحد الاصل تصور کرکے ہی الفاظ شاعر کو پیغمبر بنایا ہو اور واقعی توضیح سے اسکو ایک ہی اور کلمہ کے تحت سمجھا ہی کہ وہ
ایک ہی مادہ سے مشتق نہیں ہیں۔ یہی بحث میں اس لفظ کی نسبت مغالطہ کہا گیا ہی اور یہ شبہ کہ اس سے کسی ثبوت دیا ہو مگر باستدلال کا زمین سے کہ ثابت کی طرف

تاہم اسکی اصلی اخلاقی بہتری دنیاوی جنبش سے نہیں پہنچ سکتی ہے۔ فی الجملہ ہم نقاشی کی بابت جو سوئز یا اوٹس نے
لکھا ہے یا ہو بیا ہنگ کے ماقبل کی تناسیل انکو اصل مرکز مفہوم کو مخفی کر دیا ہے کیا خطبات کی نسبت آپ چیتہ بھی
یہی رائے ہے سو ہماری نقص خطیات سے آگاہ نہ ہو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ بائبل کے پڑھنے والے سب سے
زیادہ آسانی سے اور بہتر معلوم کر سکتے ہیں کہ اسمیں انسان مطابق مرضی خداوندی سے کون مراد ہے؟ وہ بھی اور
عبرانی بادشاہ جنسے سخت خطا بلکہ گناہ کبیرہ سرزد ہوئے کہ انکی کوئی حد و نہایت نہیں ہے اسی وجہ سے غیر معتقد استہزا
سوال کرتے ہیں کہ کیا یہہ ہی تمہارا انسان مطابق مرضی خدا ہے ہماری رائے میں یہہ استہزا بالکل بیجا ہے۔ اگر زندگی
کی اس پنہانی یعنی افعال حقیقی کو بھلا دیا جاوے جسکا کام یہہ ہے کہ اندرونی تحریکات بد اور ترغیبات بیہودہ سے شہوات
جد و جہد کر کے شکست کہائی اور ہمت ہاتہ سے نہ دے تو انکی مقامات تصویر کیا ہیں انکی تفاصیل کیا ہے؟ صراط مستقیم سے
قدم ہٹ نہ سکے یہ انسان کے اختیار میں نہیں[1]۔ میری رائے میں یہی معتقدات سے منکر کر دینے والا عالم ہے تم کہیں ہو اور
ثابت ہو جس طرح کہ یہہ علم ہوتا ہے انکا سانی حقیقت النفس الامر سے دور جا پڑتا ہے اور اسلئے ہلاک ہو جاتا ہے۔ بیہ
و معاملات ہیں جیسی بیجان خشک ریت۔ حضرت داؤد ع کی سوانح عمری اور تاریخ جس طرح سے انکی زندگی میں بیان کی گئی
ہے وہ طریق انسان کی ترقی اخلاقی اور کشمکش دنیاوی کا سب سے سچا نشان ہے۔ تمام طالب صادق اس سے معلوم کر لینگے
کہ مخلص روح انسانی جو استمراری کوشش بھلائی اور صفائی کی کر سکتی ہے وہ حضرت میں موجود تھی کوشش بیشک جو کبھی
رائیگان گئی اور اس حد تک کہ نوبت یاس کی ہلاکت تک پہونچ گئی تاہم میدان سعی سے قدم نہیں ہٹایا۔ باینہمہ
ہمیشہ آنکھوں میں آنسو بھر کر اور زبان سے توبہ کہکر اور دلی مغلوب ہونیوالی مخلص روح کے ساتھ پہر اپنے ذہن میں
لگ گئے۔ انسان کیسا ضعیف البنیان ہے! کیا انسان نے چلنا ہمیشہ بار بار گرکر نہیں سیکھا! بجز لغزش کے انسان سے
کچھ نہیں ہو سکتا ہے زندگانی کی سرشت ناہموار میں انسان کو آگے ہی قدم بڑھانا پڑتا ہے کبھی ایسا آتا ہے کہ استقلال لیکن
جا پہونچتا ہے اور ہمیشہ بچشم گریان توبہ خواں حزن سے اسی میدان سے اٹھا قدم سعی آگے رکھنا پڑتا ہے۔ سوال یہ
سوال نہیں ہے کہ آیا اسکی کوشش لگاتار نیک نیتی سے مملو اور ناممکن المغلوب تھی یا نہیں ہم سب افسوسناک تفاصیل کو
برداشت کرینگے بشرطیکہ سعی تلاش حق میں روح صدق پائی جاوے۔ اور ان تفاصیل سے ہم اسکی حقیقت کو

[1] یضل من یشاء ویہدی من یشاء ۔ مترجم

[illegible]
[2] آیت شریف ما ینطق عن الہویٰ ان ہو الا وحی یوحیٰ کا یہی مفہوم ہے۔ مترجم [3] جنکا لقب یریدون لیطفؤا
نور اللہ بافواہہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ۔ مترجم

ہم یہ کہتے ہیں بیشک یہ بہت صحیح ہے کہ محمد کی غلطیاں تو خطیات تصور کر لی گئی ہیں اسمیں غلطی کی ہے لیکن آپکا
ستودہ ملکی بصیرت حال تو ہے کبھی حاصل نہ ہوگا - اور ان تمام امور کو پیش نظر رکھکر اسباب ملاحظہ کیجئے تو یقین ہوتا ہے کہ آپکا عدم تجربہ
حق تھا - وہ پھر تعجب سے دیکھا تو سکتے ہیں کہ وہ کیا تھا اور کیا ہو سکتا ہے عرب جیسے میں محمد پیدا ہوئے یقیناً مشہور و معروف
لوگ ہیں اسکا ملک بھی ایسا ہی ہے اتفاقاً ایسی قوم کی سکونت کے لئے نہایت موزون ہے کہیں تو غیر مزروع ناممکن الگذر
چٹانیں کر میدان کہیں بڑے بڑے ریگستان جنمیں کہیں کہیں بعد دیگرے خطہ سبزہ زار واقع ہیں جہاں پانی کے چشمے
بہہ رہے ہیں وہاں ہر قسم کی خوشبودار بوٹیاں موجود ہیں اور بستان کی جھاڑیاں کچھ روئیدگی اور بان کے درختوں سے مہک آ رہی ہے - ریگستان کے
اس بیابان میں حیات کی ہوا وہ میدان کو جو انکی تماشا گاہ ہے ریگستان سمندر کی طرح ایک آبادی سے دوسری آبادی کو جدا کرتا
ہوا چلا جاتا ہے - اس مکان میں جہاں تم تن تنہا حوالہ خدا ہو تو دلکو بہت تسکین ہوتی ہے مقابل ہوا شدید تابش سے پڑتی
اور انکو ہوا اور آسمان نظر آتی ہیں ایسا ہی ایک ملک پاکدست عمیق القلب قوم کی رہائش کے قابل ہے - عرب کے خواص میں
جہاں متعدد ہی خوبیاں ہیں وہاں اپنی اندیشی اور سرگرمی بھی ہے - اہل فارس شرقی فرانسیس کہلاتے ہیں اور عرب انکو ہم اہل ایطالیہ
مشرقی کا لقب دیتے ہیں یہ لوگ قدرتی شریف الطبع ہیں اس قوم میں حقیقت سخت جوش طبع ہے اسیقدر اور ناکہ بند مغلوب
ضبط انکو انسلے اور دیگر تمام گروہ سے ممتاز ہے یہ باتیں شرافت قدرتی اور فراست ہیں کا خاصہ ہیں دہقانی بدو اجنبی آدمی کو بھی
اپنے خیمہ میں جا کر بلا لیتا ہے اور جو کچھ اسکا خیمہ ہے اسکا اسی مالک مجلس سمجھتا ہے - خواہ وہ اسکا سخت ترین دشمن ہو
تاہم اسکی تواضع کیلئے اپنی بھیڑ بکری ضرور حلال کر دیگا اور تین دن تک جہاں انکی بقدر سامان کی خاطر داری کر کے آگے
جانے دیگا پھر وہ ویسے ہی اپنے پاک قانون کے رو سے اگر ممکن ہو تو اسے قتل کر دیگا - جو کچھ وہ کہتے ہیں وہی کرتے ہیں باتونی نہیں
ہیں بلکہ کم سخن ہیں لیکن بہت گفتگو فصاحت سے کلام کرتے ہیں مخلص اور صادق لوگ ہیں ہمارے علم کے مطابق وہ
یہودی متحد النسب ہیں معلوم دیتا ہے کہ انمیں وہی ہیبت سنجیدگی کی ہے کسیقدر خوش وضعی اور دانشمندی پائی جاتی
ہے یہ بہ میلہ عاقل نظیر نہیں آتی محمد کے دادا مدت سے پہلے کی رسم شاعرانہ چلی آتی ہے سیل صاحب مترجم قرآن کہتے ہیں
ان کا دستور عرب کے جنوبی حصہ میں تھا ہر سال ایک میلہ لگا کرتا تھا اور حریف معزز وقت ہوتے تھے کہ بعضے شاعر لوگ بعوض حصول انعام اپنے اشعار
سنانے اور انکو سننے کیلئے ناتربیت یافتہ لوگ حاضر ہوتے تھے - عرب میں ایک یہودی بھی بنا ہے جو اکثر تمام خصائل

لہ تورات سے نسب نامہ دیکھو - سہ عکاظ مکہ معظمہ کے پاس ایک مقام ہے جہاں ایام جاہلیت میں
ہر برس ایک میلہ لگتا تھا شریف عادل [illegible] بہت [illegible]
اپنے اپنے قصیدہ اور اشعار پڑھتے تھے - جو شعر یا قصیدہ پسند کیا جاتا - وہ [illegible] بکری یا اونٹ کی جھلی [illegible]
پر [illegible] ہو کر دیوار کعبہ پر لٹکایا جاتا اور قصیدہ معلقہ کہلاتا - [illegible] سبعہ معلقہ
مشاعروں کے [illegible] تصنیف ہوئے ہیں - مترجم

خلاف ہے جسکو ہم نفسیت کی نام سے موسوم کر سکتے ہیں تاہم اگنیں کم زاہد و عابد نہیں تھے تو حید تو صیف ذاتی و فیاض
کی مطابق پرستش معبود و ری ہے بعض نیرما سبین کی طرح ستارہ پرست تھے اور بعض تو اشیا کو سب کی حکمرانی
ہو گئی نہیں سمجھا یا تھا الٰہی اسباب کی جلوہ نمود ہیں سے برگ سبز درختان بنظر ہوشیار ہر ورقی دفتریست
معرفت کردگار • گو یہ خیال باطل تھا لیکن ہم اصل تھا۔ تمام اہل جنہاتہ ایک صنف میں آتے آتا ہیں کیا جیسا
بیشتر امر آریان کیا ہو منظا ہر قدیم کی تنا مل افوال مثلاً عینہ سے ۲ دو جسکو انگریزی میں پوشیکی جیمی
کہتے ہیں کا تسلیم کرلو کی خاص متعقد نہیں تھے جو قدیم آدمی اس طرح کی تنقیحات کرتا ہے جسکا عمل ایک فرضی بندوبست
بیان دیتا ہے یا اشعار کا رنگ دیتا ہے اسکو ہم شاعر کہتے ہیں اسکی تعظیم کرتے ہیں یہی ایک فنی صنعت کی پرستش
ہے ان عرب میں کسی بھی گنتی سے جو بنی اسرائیل میں پہنچیں یہ بات جسکی مطابق ہو انکی اصلیت میں یہ مسیحیت کو تو
معلوم کا فیصلہ ہے ثبوت اسکا یہ ہے کہ نیز تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں تک شاعری تھی خرافات بھی ثبوت اصلی سے
اصل ہم میں ہر ایک اس مرتبی کی یہ عربانی تہذیب میں محسوس کرتا ہے۔ محققین نے اس باب پر متفق معلوم دیتے ہیں
کہ ہما را صحیفہ جناب ایوب صابر ہے دنیا کی اس میں لکھا گیا ہے تمام معقولی اسکا تذکرہ کریں اس صحیفہ کو ان عالیشان
کتب میں جیسے خیال کرتا ہوں جو آج تک قلم سے نکلی ہیں اسکی عبارت نہایت عمدہ ہے کہ اس میں ایک شخص عام عالم کی خوبی جمیل
پایا ہے جو صفات جلیلہ حب الوطنی اور حب النوع ہے بالکل مستغنا ہے یہ کہ یہی افضل الکتب ہے اسلئے کہ تمام مخلوق انسانی کو
دالی ہی اس سئلہ لاینحل کی نسبت ہمارے سوچنے اور سب ہی پرانی رائے ہے۔ یہ انسانی تقدیر یہ دنیا میں سب کی تہذیب
کی ماده یہی کہ اسطرح ملی آئی ہے۔ اور یہ سب میں انسان کی کثرت ہے ہمیں؟ اور باعتبار صفائی بیان سادگی
عبارت اور خوش الحانی اشعار گیت اور تسلسل التطبیق بڑی ہی اعلی درجہ کی عظیم الشان کتاب ہے۔ اسمیں نظم جیسا ایک
ترنم دلربا پایا جاتا ہے۔ یہ کتاب ہر پہلو سے سچی ہی اور تعلیم مذہبی اور اعتقادی اشیا کا ذکر اس طرح ہی کیا گیا ہے
اسکی بھی بعینہ اصل عبارت مترشح ہوتی ہے۔ مجھکو یہ کہ ذکر میں کیا جاتا اسکی گوہر کی آب اس سے ملتبس کیا ہے اور
نیز و کی جلیش کی تیغ آتا ہے کہ ایسی تشبیہ پھر کسی جگہ نہیں ہے بجز تعلیم سفینہ عظمت توانائی رحمانی ہے
جلالت اور ہمدردی کا نیولے اور عظیم گیت ایسے خوش الحان گلگد انسان کی دلی مدد سے سچا کہ جیسا ایسی ہی انکی عبارت
لطیف جمیل ہے اسکی شان ایسی ہی ہے جیسے کہ آسمان اسکو ساحل سمندر پر تاریک ستاروں ہماری رات میں کیا پیش
کیا گیا ہے اسکی ہم پلہ خوبی عالمی نہیں ہے بہت پر وہی کہ وجود شبیہ بنانے کہ یہ عظیم الشان گمان ہوتا ہے
پرستش یکتا خدا اور دس سال کی طرح میں اسکی شان ستر برس ہے۔ اسی وقت جنکو
قدرت تعظیم کا اس سے بیان کیا ہو کہ اسکو فراموش کرنا محال ہو۔

اس شعال کی بحری خرید شدہ کو ان اسباب علوم و اشرار ساحل سمندر سے تعلق کمیونی امال ہے۔ مترجم

سلوسٹر دی ساسی[1] بیان کرتا ہی کہ حجر اسود غالباً آسمان سے گری ہوئی معدنی چیز ہی جس سے یہ بات پیدا ہوئی کہ
اسکو آسمان سے گرا ہوا سمجھتے تھے۔ اب چاہ زمزم کو پہلو میں آتا دیکھو جو کعبہ کے [illegible] کے سامنے [illegible]
سخت [illegible] ابہی خوشگوار ہی اور یہ معلوم ہوتا ہی اگر ہم خشک ملک میں جہاں پانی نہایت ضروری ہی [illegible]
چاہ زمزم اسلام سے قدیم ہی جیسا کہ اسکی حمایت آمادہ ہی کیونکہ زمزم [illegible] کہتے ہیں کہ [illegible]
کی بابت حضرت ہاجرہ اور اسمعیل علیہم السلام سے منسوب کی گئی ہی اور یہ کہ [illegible] مقدس قصہ گری گئی ہی [illegible]
سال کعبہ پر سایہ [illegible] ایک عجیب و غریب منظر ہی جو سلطان [illegible] سال بہیجا ہو [illegible] کعبہ [illegible]
تک استادہ ہی جسکی بلندی [illegible] (دکوشت ہاتہہ) اسکے گرد ایک احاطہ ہی اور [illegible] قطاریں ستونوں کی ہیں [illegible]
مینار [illegible] حیرت انگیز [illegible] قطاریں ہیں آج تک [illegible] تمام رات روشن [illegible]
آثار قدیمہ کا ایک مستند [illegible] کعبہ ہی تمام مسلمانوں کا قبلہ ہی [illegible] مسلمان [illegible] کی آنکھیں (روزانہ)
پانچوں وقت دنیا میں ہر طرف سے اسکی طرف متوجہ ہوتی ہیں۔ یہ آبادی انسانی کے مشہور مرکزوں میں ایک ہی[2]۔

چونکہ حجر کعبہ اور چاہ زمزم کی تقدیس قبائل عرب کی وہاں حج کو جانیکی وجہ ہے مکہ کو قصبہ بنجانیکا موقعہ ملا مگر اب اسکو
زوال آگیا ہی کسی زمانہ میں ابہار پر قصبہ تہا۔ قصبہ بنجانیکے لئے اسمیں کوئی قدرتی خوبی نہیں ہے کیونکہ یہ قصبہ سمندر سے دور
گرم اور ریتلا بیابان چٹانوں کے بیچ میں ایک ریتلے میدان میں واقع ہی اور اسکے لئے تمام ضروریات زندگانی یہانتک کہ
روٹی بہی جگہ سے منگانی پڑتی ہی لیکن [illegible] تعداد حاجیوں کے مکانات رہائش کی ضرورت پیش آتی ہی سب ہی
روزانہ [illegible] تجارتگاہ بنجاتی ہیں۔ جس نوع حاجی جمع ہوجاتے ہیں اسی نوع تجارت بہی چلتی ہی کیونکہ جہاں لوگ ایک
مطلب کیلئے جمع ہوتے ہیں انکو معلوم ہی کہ [illegible] اجتماع خلائق پر منحصر ہیں حاصل ہوسکتے ہیں [illegible]
تمام ہیں اور تمام [illegible] بازار کا اسطرح [illegible] فی الحقیقت تمام اشیاء تجارت جو ہندوستان اور ممالک
مغربی کے درمیان ہیں انکا اور ممالک یورپ مصر اور نیز اٹلی کا [illegible] منڈی اور مینا بازار رہی۔ ایک زمانہ میں اسکی
آبادی [illegible] اور ان ممالک مشرقی اور مغربی کی پیداوار روانہ کرنیوالی اور اشیاء خوردنی اور غلہ کو [illegible]
ملک ایک [illegible] اسکی حکومت [illegible] جمہوری سلطنت کی طرح تہی جسکا انتظام [illegible] ہو لیکن [illegible] حکومت کی [illegible]
سو [illegible] ایک اعلیٰ [illegible] دس آدمی [illegible] منتخب کرکے گورنر شریف مکہ [illegible]
زمانہ میں قبیلہ قریش [illegible] سردار [illegible] خاندان [illegible] قبیلہ [illegible] قسم کی باقی قبائل صحراؤں سے منقسم اور علیحدہ

---

[1] سلوسٹر ولیسٹر ی دی ساسی ۱۷۵۸ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۳۸ء میں مرا۔ لاطینی یونانی [illegible] عبرانی کا [illegible] شامی [illegible] فارسی [illegible] ترکی [illegible] زبانوں سے [illegible] واقف تہا۔ [illegible] تفسیر فارسی [illegible] کے علاوہ بہت کتابوں کا مصنف گذرا ہی۔ مترجم

[2] حوالیہ من کل فج عمیق۔ مترجم

عیش تھا کہ ایسے ہی بامنابطہ پنیشی کی کیل گورنمنٹ کے تحت زندگی بسر کرتے تھے جنکی حکمرانی ایک زیادہ شائستہ کی سپرد ہوتی
تھی قبیلہ بھی کہ کوئی حال کوئی تھا لیکن سب سے معلوم تو ان ہی تھے - ہر شاخ ایک قبیلہ کا سرگروہ ہوتا تمام قبیلوں کے
اکثر تاہب - اگر اعتقاد کعبہ جہاں تمام اہل عرب کا مشترکہ پرستش گاہ سمجھا جاتا ہے ہوتو ان قبائل کو ایک حکم کے ماتحت
نہ تہا جسکے پابند تھے لیکن ان کی یگانگت اور زبان کی مشارکت نہ تو قومی والا انتظامی تعلق تہا جس سے بہت کچھ ترقی
ہوسکتی تہی اہل عرب کی عادت سے رہتی چلی آتی تھی اور کبھی دنیا کی نظر توجہ کی تہی - یہ [illegible] ابتدا سے متصف قوم
نادانستہ اس دن کی منتظر تھی جسدن تمام دنیا میں شہرہ آفاق ہوجاوے معلوم دیتا ہی کہ بت پرستی حالت تعطل
میں تہی اور عربوں میں ایک قسم کی گھبراہٹ پیدا ہوئی اور ایک خیال پیدا ہوا تہا جو دنیا کی اس آنی انسان کی حیات [illegible]
دنیا کو واقعات عظیمہ جن سے نہایت اہم اور ضروری تہا اور جس سے دنیا کی تمام قوموں میں ممکن الوقوع انقلاب کی وجہ آثار
یکدم پیدا ہوگئی - گمنام خبریں عرب میں پہونچ گئیں اور انسے خود بخود ایک قسم کا جوش تحریر پیدا ہوگیا -

ایسا اتفاق ہوا کہ سنہ ۵۷۰ء میں انسان جسکا نام محمدؐ ہے اس قبیلہ عرب میں پیدا ہوا - جیسا کہ بیان ہوا ہی قبیلہ
قریش کے خاندان ہاشمی میں آپ پیدا ہوئے گو خود غریب تھے لیکن اس ملک کا امرا رشتہ تہا پیدا ہونے سے پہلے آپ باپ کے
سایہ سرپرستی سے محروم ہو گئے چھ سال کی عمر میں آپکی والدہ بھی جو نیک اور عقل میں ممتاز تہی انتقال کرگئی - اسکے بعد آپ اپنے دادا
کی (جو بڑے سال بلکہ سو سال کے تہے) تحویل و تفویض میں آگئے - یہ بڈہا نیک سیرت آدمی تہا - اور حضرت کے والد عبداللہ
انکے سب سے چہوٹے بیٹے تہے انہوں نے اپنی صدی کے زمانہ میں آنکھوں سے محمدؐ میں گم گشتہ عبداللہ کو پہر پایا کیونکہ اُسکا کل مابقا
حضرت ہی تہے وہ اپنے خورد سال یتیم بچہ کو بہت ہی چاہتا تہا اور کہا کرتا تہا کہ اس لڑکے کی خوب پرداخت ہونی چاہیے
کیونکہ اس خاندان میں انکی نسبت جوہر ان بلوغی [illegible] تہا - آپکے دادا کی وفات کے وقت جبکہ حضرت کی عمر صرف ۸ سال کی تہی وہ
آپکو اپنے سب سے بڑے چچا ابوطالب کے حوالہ کرگئے کیونکہ گہر میں سب سے بڑا وہ تہا - اس چچا نے جو سنجیدہ اور ذی عقل تہا
جیسا کہ ہر ایک بات سے مفہوم ہوتا ہے حضرت کی پرورش اعلیٰ عربی طور سے کی -

محمد جب جوان ہوئے تو سفر تجارت اور شمال والے ملکوں میں اپنے چچا کی رفیق رہتے تھے اور اس عہد میں ۱۲ سال کی عمر میں اپنے چچا کی
پیروی کی بلکہ جنگ آزما کرتے تھے ہیں لیکن شاید آپکے تمام سفروں میں نہایت ضروری مشہور سفر تہا جو کئی سال پیشتر
ہو چکا تہا اور یہ سفر ہی جو بیان کیا وہ شام کی جانب کیا گیا - اس نوجوان نے یہاں ایک بالکل اجنبی دنیا پہلے پہل دیکھی
اور ایک لا انتہا ضرورت کی اجنبی شے (عنصر) سے پالا پڑا - اتفاقیہ مذہب عیسوی تہا

۱؎ جو وہی انسان سے اگر حضرت مسیح علیہ السلام قرار دیں تو واضح رہے کہ دین عیسوی کی وجہ سے بت پرستی کو
اس عہد عرب میں تقویت ہوئی ہے - کیونکہ فرقہ رومن کیتھولک کے پیروؤں میں مکہ کی [illegible] عبادت میں
مریم اور حضرت عیسیٰ اور دیگر حواریوں اور سینٹ لوگوں کی تصویر پرستی پہلے سے رائج تہی - تفصیل
کے واسطے دیکھو خطبات احمدیہ - اعجاز التنزیل وغیرہ - مترجم -

بھی اُس سیاحی[1] میں اُس نسطورین راہب کا قصہ سمجھ میں نہیں آتا جسکی بابت حضرت ابو طالب بیان
کیا جاتا ہے کہ قیام پذیر رہے ہو کہ گفتگو کرتی راہب سے تو ذرا ایسے جوان کو کیا سکھا سکتا ہے اس نسطورین راہب
کی نسبت مبالغہ عظیم کیا گیا ہے۔ محمد کی عمر اُسوقت چودہ سال کی تہی آپ اپنی زبان کے سوا دوسری زبان نہ جانتے تہے
اسلئے ملک شام کی بابت آپکو بہت کچھ عجیب و غریب نہ معلوم ہوا گو کہ اس لڑکے کی آنکھیں کشادہ تہیں اور چشم بصیرت وا تہیں
انہوں نے بہت سی اشیاء کا نظارہ کر لیا ہوگا اور وہ ابتک ایک بہاری معما کی طرح رہتی تا کہ ایکدن عجیب نشو و نما
معتقدات و مشاہدات اختیار کریں غالباً سفر سیریا محمد کیواسطے ایک بڑا اہم کام کا آغاز تہا۔ ایک امر اور ہے کہ ہمیں فراموش
نہیں کرنا چاہیے کہ آپنے کسی قسم کی تعلیم نہ پائی تہی بلکہ جسکو ہم تعلیم کہتے ہیں وہ بالکل حاصل نہ کی تہی۔ تب فن تحریر
عرب میں ابہی شروع ہوا ہی تہا اور معلوم دیتا ہے کہ یہہ صحیح ہے کہ حضرت لکہہ نہ سکتے۔ آپکے تمام تجارب زندگی صحرا
اور دنیا کی تجارت تہی جسقدر اپنے ہی دل و دیدہ کے ساتھ اپنے تاریک مقام میں سے اس کائنات غیر محدود کی نسبت جاننا ممکن تہا
وہ بہی آپکے واسطے کافی تہا اور اس سے زیادہ جاننا محال۔ یہہ امر بہی حیرت انگیز ہے کہ آپکے پاس کسی قسم کی کتابیں نہ تہیں بجز
اسکے کہ جو کچہ بذات خود اپنی آنکہوں سے دیکہ سکتے تہے یا جو کانوں سے سنا یا جو بے تامل بالیقین افواہوں کے ذریعہ سن سکتے تہے
اس سے زیادہ جاننا آپکے واسطے ممکن نہ تہا جو معقولات ایسی پیشتر دنیا میں جو تہی یا آپسے دور ممالک میں پائی جاتی تہی وہ گو ایک
سچی ایسی تہی لیکن آپکے حق میں بمنزلہ ندا ہی تہی۔ اُن تمام بزرگ بلاد اسلامی [illegible] جو اسقدر کثیر ممالک میں اور ازمنہ میں
پہیلے ہوئے ہیں ایک کا بہی اس جلیل القدر روح کے ساتہہ براہ راست خط و کتابت اور تکلم کا موقعہ نہیں ملا۔ آپ دور تن تنہا

---

[1] مترجم اس راہب کا حال منٹگمری تاریخ اسلام میں نہیں دیکہا۔ لیکن صاحب تواریخ حبیب السیر نے اس راہب نصاری
کا نام بحیرا لکہا ہے اور عمر آپکی اُسوقت ۱۲ سال کی لکہی ہے اور نسطورا راہب سے ملاقات کا ہونا اُسوقت لکہا ہے جب کہ حضرت
ام المومنین خدیجہ کا مال لیکر معہ میسرہ نامی غلام کے پچیس سال کی عمر میں تجارتی سفر کیا۔ دونوں راہبوں نے آپمیں آثار ہوشمندی
اور بزرگی پاکر نور نبی اور علامات پیغمبری حسب بشارات بائیبل کا ہونا آپ میں معلوم کرکے اظہار کیا۔ مترجم۔
[2] نسطوریس قسطنطنیہ میں پانچویں صدی عیسوی میں ایک پیٹری آرک گذرا ہے جسکا یہہ اعتقاد تہا کہ حضرت
مسیح کی دو جدا ماہیتیں تہیں اور مریم انکی انسانی نیچر کی ماں تہیں اور الوہیت کو [illegible] اس پر ہی مثل چہلکا یا جوہر [illegible]
[3] چہ خوش گفت [illegible] نگار تاکہ بمکتب نرفت و خط ننوشت ۔ بغمزہ مسئلہ آموز صد معلم شد۔ گو آپکی ثبوت
اسبارہ میں کوئی نہیں۔ دیگر نصاری [illegible] جسقدر عظیم الشان نبی پیشتر گذرے ہیں مثلاً حضرت موسی ع
کلیم اللہ یا عیسی روح اللہ یا داود ع یا سلیمان ع وغیرہ یہہ سب باقاعدہ تعلیم یافتہ تہے یا تو وہ سردار و بادشاہ
تہے۔ جب انکو وہ کامیابی نصیب ہوئی تو آنحضرت کی کامیابی کی وجہ بجز اسکے اور کیا ہو سکتی ہے کہ آپ ایک جاہل
قوم میں بوجہ علم اور ہوشیاری جلد کامیاب ہوگئے یہہ محض انکی قوت متخیلہ کا ایک طبعزاد نتیجہ ہے خواہ اس کو مبنی
بر تعصب سمجہو خواہ حیرت۔ حق یہ ہے کہ تائید ایزدی اور سچا علم الہام ربانی باعث ترقی اور کامیابی ہوئی اور
اس دعوے کی تردید میں آیت وما كنت تتلوا من قبله من كتاب ولا تخطه بيمينك اذا لارتاب المبطلون
اور بہت سی آیات بصورت دیگر بہی قرآن میں ہو سکتی ہیں۔ مترجم
[illegible] سورۃ نحل [illegible] پارہ چہاردہم وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا
يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَهَٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ [illegible]

صین صحرا کی آغوش میں تہی اور اسی طرح آپکو محض بحکم فطرت اللہ اور اپنی ذاتی ادراک سے کام لیکر بڑھنا اور
نشو و نما پانا پڑا - لیکن عالم طفولیت ہی میں آپکو فکر مند انسان سمجھ لیا گیا تھا - آپکی رفقا آپکو الامین کے
لقب سے پکارا کرتے تھے - آپ انسان صادق اور وفادار ہیں کیا گفتار میں کیا اعمال میں لوگوں نے خوب معلوم کر لیا تھا
ہمیشہ آپکی کوئی نہ کوئی بات مد نظر رہتا ہے - گفتگو کے وقت آپ نسبتی کم سخن تھے اور بوقت گفتگو خاموش - لیکن جب سخن
تو یا تو عاقلانہ اور سیاسی تا گفتگو کرتے اور جوابات کرتے اسکو بین اور روشن طور پر بیان کرتے - گفتگو کا پسند بیہودہ اور یا وہ گوئی
نہیں - عمر بھر آپکو لوگوں نے بہر طور مستقل مزاج برادرانہ اور راستباز پایا آپکا چال چلن سنجیدہ اور مخلص تھا - آپ ملنسار
خلیق - قابل صحبت اور نیز مائل بظرافت طبع رکھتے تھے - آپکا تبسم بھی بہت دلیل لطف سے تھا - بہت آدمی ایسے ہیں جنکو قہقہہ میں
انکو اور کیفیت باطنی کی طرح صداقت نہیں ہوتی اور ایسے آدمی قہقہہ لگا نہیں سکتے - آپ حسین شخص تھے - آپکی بشرہ سے خوبی
ذہانت اور دیانت نمایاں تہی - آپکا گندم گون سرخ رنگ تھا اور آنکھیں سیاہ اور درخشاں تہیں - میں کسی جگہ سے
آپکی ابرو کا اوپر والی اُس رگ کو بھی پسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہوں جو بوقت غصہ پھول کر سیاہ ہو جاتی تہی
اور افسانہ ولیس سکاٹ کی ریڈ گانٹ لیٹ کی رگ نعل اسپ کی مانند تہی - یہ ابرو سیاہ پیچ والے ہوئے رگ خط و خال
خاندان ہاشمی کا ایک خاصہ تھا اور محمد میں جیسا کہ معلوم ہوا زیادہ نمایاں تہی - آپ حاضر جواب پر جوش تھے
لیکن باایں ہمہ منصف مزاج اور نیک نیت شہر تہے - آپ قابلیت سے پُر - دلسوزی اور روشنی طبع سے لبریز
نا آموختہ لیاقت سے سرشار اور باایں ہمہ غیر اکتسابی صفات وہ اپنا زمن زندگی اس صحرا کی عین عمق میں کر رہا تھا
کیسے آپ خدیجہ ایک دولتمند بیوہ کی پاس ملازم کی طور پر ملازم ہوئے اور کیسے پھر انکا کاروبار کی بابت شام کو میلے ہونے گئی
اور کیسے ان کاروبار کو جیسا کہ آپ سمجھ سکتے ہیں وفاداری سے ہوشیاری سے نباہا اور کیسے حضرت خدیجہ آپکو شکریہ اور توجہ
میں بڑھ ترقی کرنی گئی اور آپکی خدیجہ کے ساتھ کتخدائی کی حکایت حسب بیان مصنفان عرب کیسے لطیف طرح
پر سمجھ میں آسکتی ہے آپکی عمر پچیس سال کی تہی اور خدیجہ کا چالیس سال کا سن تھا - لیکن ہنوز خدیجہ
کی خوبصورتی میں فرق نہ آیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ اپنی جاہیتا شریک سے نہایت طرح خوبی سے زندگی بسر کی جو نہایت عجیبی
با امن و محبت حیات تھا اور صرف آپکی اُسکو صدق دلسے پیار کرتے تھے - ذیل کا قصہ اس بیکی بالکل قلع قمع کر دیتا ہے
جو آپکو مغربی ہجو کی نسبت قائم کیگئی ہے کہ آپ بالکل جوش جوانی کی حرارت شہوت کی اختتام تک بالکل غیر شہوتی اور
مطلقاً با امن معمولی طرح کی زندگی بسر کرتے رہے حق آسمانی کا ذکر کرنے سے پیشتر آپکی چالیس سال کی عمر ہو چکی تہی
آپکی تمام خیالات معمول حسنات جنکو حقیقی کہنا فرضی پچاس سالہ عمر کے بعد جبکہ خدیجہ انتقال فرما چکی تہی شروع ہوئے
ہیں بظاہر آپکی تمام حسرت و خود طلبی تا زندگی ہنا حال یا ایماندارانہ ساتھ زندگی بسر کرتا تھا اور آپکے ہمسایوں کی

لہ اسکے مسلمان مورخ نور محمدی کا بعض شہادت بیان کرتے ہیں جسکی نسبت وہ بادشاہ و اصحاب فیل پر عبدالمطلب جو جد امجد
حضرت کی عظمت اور ہیبت بوقت ملاقات ظاہر ہو گئی - [illegible]

مرجع آپکو خوب جانتی تھی، ٹھیک ہو گی باعث آپکی شہرت تمام ملک میں پھیل چکی تھی۔ اب جبکہ سب پیری کی پھوٹ چکی اور حرارت شباب کی چراغ سحری کی طرح جل چکی اور جبکہ وہ وقت آگیا جبکہ دنیا میں سے ہر ممکن الحصول آرام و راحت کوئی ذریعہ معاش رہا ہی نہیں آپکے دل میں خیال جاہ طلبی آگیا اُسکے حصول کے واسطے پر آپ جلدی جلدی اور ہر گزشتہ چال چلن کی طرز زندگی کو بالکل برعکس ایک حقیر تھی باطن بوالہوس کی مانند اُس عیش کی ستانیکے پیچھے پڑ گئے جسکی اُمید ناممکن تھی اگر مجھسے پوچھا جاوے تو مجھے اس کی باور کرنیکی کوئی وجہ نظر نہیں آتی ہے۔ ! ایسا ہرگز نہیں تھا یہہ شدت تمام شخص جو جنگلی ملک میں پیدا ہوا تھا اپنے ملک میں کم کیجانیوالی حیا آنکھوں اور شگفتہ اور اخلاق اور پر غور طبیعت کے ساتھ سچا ہو جاہ طلبی کے کچھ تو رہی خیال رکھتا تھا تو بھی سوچ ایک ہی سکینہ اور غیر معمولی طاقتوں والی تھی اُن لوگوں میں تھے جو سچے راستباز ہونیکو اور جو کچھ وہ ہی نہیں سکتے اور جسکو خود خدا نے سچا اور راستباز پیدا کیا تھا جبکہ اور لوگ معمولی عقیدوں اور روایتوں پر چلتے اور انہیں پر قایم اور قانع تھے یہہ شخص اُن عقائد اور روایتوں کی حد میں نہ رہ سکتا تھا۔ اور اپنی سوچ اور حقایق اشیاء کو معلوم کرنے میں اوروں سے مستثنیٰ تھا اور جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں ہستی مطلق سر عظیم معہ اپنے جلال و جمال کے آپ پر کھل گیا تھا۔ اور پرانی رواتیں اُس حقیقت پر جسکی بیان میں نطقہ عاجز ہے اور جسنے اپنے تئیں کہیں بیان کر کے "ن" سے تعبیر کیا۔ پردہ ڈال سکیں ایسا صدق جسکا ہم کوئی اور بہتر لفظ نہ ملتی کی وجہ سے صدق نام رکھا ہے فی الحقیقت متحد تھا الٰہی سے ایسے شخص کا کلام ایک آواز ہے جو بلا واسطہ فطرت الٰہی کے قلب سے نکلتی ہے جسے انسان ہر ایک جسکو سننے میں اور چیزوں کی نسبت زیادہ توجہ چاہیے کیونکہ اسکے مقابلہ میں سب کچھ ہیچ ہے۔ شروع ہی سے اسکے دل میں جو کہ متفکر اور غور کرنیوالا تھا ہر ایک سفر اور ہر ایک تعلیم پر میں طرح طرح کی ہزاروں خیالات پیدا ہوتی تھی۔ مثلاً یہ کہ "میں کیا ہوں؟ یہہ اتنا بڑا چیز جسکو لوگ دنیا کہتی ہیں جسمیں ہم موجود ہوں کیا ہے؟ زندگی کیا ہے؟ موت کیا ہے؟ مجھے کس بات کا یقین کرنا چاہئیے اور کیا کرنا چاہئیے؟" - جبکا جبل حرا[2] اور کوہ سینا[3] کے بڑی بڑی پتھروں کے ڈھیروں اور سخت سنسان تنہائی نے ہا با لوں کچھ جواب دیا اور سر پر چپ چاپ چکر کھانیوالی آسمان نے بھی جو اپنی نیلگوں تخت پر ستاروں کے لکھا تھا یا کہ نہ تھا؟ تو پھر اُسی کی روح اور خدا کی الہام جو اُسمیں تھا۔

یہہ وہ سوال ہے جسکو تمام آدمی اپنی ذات سے پوچھتے ہیں اور جو ہمیں بھی استفسار کرنا اور جواب دینا چاہئیے اُس

[1] اُس خطاب الٰہی کی طرف اشارہ ہے جسکا ذکر آیت ذیل قرآن مجید فلما اتیٰھا نودی من شاطی الواد الایمن فی البقعۃ من الشجرۃ ان یموسیٰ انی انا اللہ رب العلمین۔ مترجم۔

[2] جبل حرا نواح مکہ میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جسکی غار میں حضرت کو بروز دو شنبہ آٹھویں ربیع الاول کو اول الہام ربانی۔ اقرأ باسم ربک الذی خلق ۔ علم مالم یعلم ۔ پہنچا اور جس کی نسبت مولوی الطاف حسین حالی اپنی مسدس حالی میں کہتے ہیں کہ اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا ۔ اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا ۔ مترجم

[3] کوہ سینا عرب میں پہاڑ ہے جہاں حضرت موسیٰ کو احکام عشرہ القا ہوئے اور انہوں نے وہاں پتھر پر کھود لیے۔ مترجم۔

امی شخص نے اسے نہایت ہی عزت کی چیز سمجھا اور اسکو بالمقابل اور دوسری چیزوں کے اسکو بالکل بعید معلوم دیتی
مدلل علمائے زمانے کے مذاہب کی معقول اصطلاحات - یہودیوں کی بیہودہ روایات اور بت پرستان عرب کی اعتقاد رسومات
میں نگاہ دوڑا کر دیکھو اسکا جواب ملیگا - جیسا کہ نیچے وہ ہر اک بیان کیا ہے ایک بیڑہ کا پہلا اقتباس یہہ ہے کہ وجود اسکی تمام
چیزوں کی انتقادات ابتدا اور انکا پائے انتہا) اول اور آخر پکارا جا سکتا ہے کہ وہ مظاہر اشیا میں سے انکو
حقایق کو دیکھتا ہے - سماع و دستگو - قابل عزت روایات اور فی نعت و رسومات - یہہ تمام اچھی باتیں نہیں ہیں - ان سبکی پیش بود
اور لاو کوئی ایسی ہی چیز ہے جنکے انکو مطابق ہونا چاہیے ورنہ یہہ بت پرستیاں ہیں پرزہ یا پارہ ہائے چوب یا سنگ؟ دعوی
الوہیت یا ایسی باتیں اخلاص مند روح کی نگاہ میں مزخرفات اور رسومات مکروہات ہیں بت کو ہمیشہ کی نسبت زیادہ
آراستہ و پیراستہ کیے گئے تھے اور شیوخ قریش کی زیر نگرانی تھے - لیکن اس مرد کے واسطے کچھہ کر سکے - گو تمام آدمی انکو
سہارے جیتے تھے بیہودہ گری میں خوش ہی کیا ہے - اس شخص پر وہ عظیم الشان حقیقت خود جلوہ گر تھی اور اسکو اسنے
ماں جواب دینا ہے یا رسوائی سے ہلاک ہو جانا - ابھی نہیں ابھی ورنہ ابد الاباد تک کبھی نہیں! جواب دے
اور تو جواب کی تلاش کر - کیا یہہ جاہلیت ہے؟ تمام عربستان اس شخص کے واسطے کیا کر سکتا تھا - یونانی ہراکلی
اس (ہرقل؟) اور ایرانی خسرو کا؟ تاج اور دنیا کی تمام تاج - یہہ تمام ملک اسکی حقیقت کیا کر سکے؟ وہ دنیاوی
بات نہیں چاہتا تھا بلکہ قلب ربانی کا دیہہ زیریں کی بابت چاہتا تھا - یہہ تمام مملکتیں اور سلطنتیں خواہ کیسی ہی ہوں بعد
مرور چند سال کہاں ہونگی! کیا تم شیخ مکہ یا عرب اپنے عصائے مذہب؟ ہاتھہ میں لیکر نجات پا سکتے ہو؟ میری رائے
میں یقیناً نہیں ہم آپکو سفہوی منصفوں یا سمجھنے والی رائے کو اس واسطے ترک کرتے ہیں کہ وہ نہ تو قابل اعتماد ہے اور نہ نیز
بالکل لایق تحمل و برداشت بلکہ زیادہ تر قابل اخراج و ترک

محمد کی عادت تھی کہ ہر سال میں جیسا کہ فی الحقیقت عرب کی رسم تھی ماہ رمضان میں عزلت و سکوت اختیار کرتے
اور یہہ قابل تعریف رسم سب سے برتر ایسے آدمی کیلیے جبلی اور مفید تھی - پہاڑوں کے سنسان مقامات میں اپنی ہی طلب کے
مطالب خود خاموش - اور چھوٹی سی چھوٹی بھی آواز کے سننے کیواسطے ہمہ تن گوش یہہ ایک ایسی رسم تھی جو
تقاضائے صحیح فطرت کے مطابق تھی - محمد کی عمر اسوقت چالیس برس کی تھی - جبکہ ماہ رمضان مکہ کے نزدیک کوہ
حرا کی ایک غار میں اسواسطے عزلت گزین ہوئے - کہ اس مہینہ کو شغل نماز میں لگا دیں اور ان عظیم الشان سوالات پر توجہ کریں
کہ ایکدن اپنی حرم خدیجہ سے جو اس سال معہ اپنے گھر بار کے آپکے پاس ہی تھیں تا قریب ہی تھیں بیان کیا - کہ خدا کے
ناگفتنی فضل خاص سے اپنے اسکو (ترا عظم ہستی) کو پالیا ہے اور آیندہ کسی قسم کا شک و شبہ اسکی نسبت باقی نہیں رہی
بلکہ اسکو تمام و کمال آنکھوں سے دیکھہ لیا ہے اور یہہ کہ تمام بت اور دستو تباہ ہیں - یہہ لکڑی کے حقیر ٹکڑے ہیں - اور انکے بعد
ان سب کے بالاتر ایک معظم شریک ہے - ان سب بتوں سے کنارہ کش ہو کر اسکی طرف متوجہ ہونا چاہیے وہ خدا

جلیل ہی اوسکو سوا سب باطل۔ وہ حق ہی مثبت اور جو اوسکی حق نہیں ہیں وہ سچا ہی اوسنے ہمیں پہلی پہل پیدا کیا
اور بخشنے والا رکہا جو ہم اور تمام اشیا اوسکا عکس ہیں۔ یکتائی حجاب ہی وہ ازلی روشنی محجوب ہی۔ اللہ اکبر
اور پہر اسلام اور جسکی یہہ معنی ہیں کہ ہمیں مشیت ازلی راضی رہنا چاہیئے اور یہہ کہ ہماری تمام طاقت اوسکی اطاعت
ستونکا پر منحصر ہو چاہی وہ ہمسے کچہہ سلوک کرے۔ اوس نے کس لیئے ہمیں دوسری بناکی لیئے ہیں؟ جو چیز وہ ہماری لئے بہیجتا
چاہیئے کہ موت ہو یا اوس سے بہی بدتر ہمارے حق میں نیک ہوگی بلکہ سب سے بہتر ہم خدا پر توکل کہتے ہیں۔ اپنے تئیں اوسکی
حوالہ کرتا ہیں اگر اسلام یہی ہے"۔ تو گاہتی صاحب فرماتے ہیں کہ کیا ہم اسلام میں زندگی نہیں بسر کرتے؟ ہم میں سے
تمام جو اخلاقی زندگی بسر کرتے ہیں اسلام میں رہتے ہیں۔ یہہ امر ہمیشہ تسلیم کر لیا گیا ہی کہ ضرورت کی آگے سر جھکانا عقلمندی
کی بات ہے۔ اسواسطے کہ حاجت تو خود اوسکو مطیع بنا لیتی ہی بلکہ اسباب کو جاننا اور اوسپر ایمان لانا کوئی توقیر کی جن سخت
تناشوں کا حکم پایا ہی سب سے خودمندانہ معقول التمرد تہا اور اوسکے کی رہاں ضرورت نہی اور اپنی چہوٹی سی کہوپڑی میں
اس عظیم عالم الہی کی اعلی لیئے کی سات موازنہ کرکے امتحان کرنیکی بجائے اوسکو ترک کرنا اور اسبات کا جاننا کہ واقعی دنیا
میں ایک صحیح منصفانہ قانون ہی گو اوسکی خواص ادراک سے عمیق تر ہی اور یہہ کہ اوسکا رجوع نیک ہی اور یہہ کہ اوسکا
کام قانون کل کی ساتہہ سازگاری کرنا اور ان تمام خاموشی کی ساتہہ پیروی کرنا ہی۔ یہانتک کہ ہیچ نکری بلکہ
بلا چون و چرا فرمانبرداری کرے۔ ہماری رائے میں یہی سچا قانون اخلاق ہی۔ جو ابتک معلوم ہوا ہی۔ یا مجوزہ تمام
ظاہری قانونوں عارضی نالیشوں نفع و نقصان کے حسابوں کی۔ انسان جبکہ اپنے تئیں ٹہیک ٹہیک دنیا کے
اوس جلیل القدر غایر قانون کے شامل حال کر دیتا ہی تو اوسوقت وہ لستہا ممکن الفتح صالح اور یقینی فتح کی راہ راہی
ہو جاتا ہی اور جبتک قانون مرکزی کی ساتہہ شریک رہتا ہی فتحیاب رہتا اور بعد دیگر فتحیاب نہیں رہتا اور اوسکی
ساتہہ شامل ہونیکا یا اوسکو راستہ پر پہنچنے کا پہلا اتفاق یقیناً یہہ ہی کہ اپنے تمام دلکی ساتہہ اوسکی ہستی کا علم حاصل کرے
اور یہہ جانے کہ وہ ہی اور اکیلا وہی ہی نیک۔ اچہا ہی! یہی اسلام کی جان ہی اور سچ پوچہئے تو مذہب عیسوی کی بہی یہی
جان ہی۔ اسلام کی یہہ تعریف ہوسکتی ہی کہ وہ مذہب عیسوی کی پراگندہ تصویر ہی اور اگر ملت عیسوی نہ ہوتی
تو اسلام بہی نہ ہوتا۔ نصرانیت کا سب سے پہلا حکم خداوند کریم پر توکل کرنا ہی۔ نہ ہمیں گوشت و خون سے صلاح لینی چاہیئے
اور نہ ہمیں شگون بیجا اور تاثرات بیفایدہ آسندوں پیکان دہم لینا چاہیئے اور یہہ بہی حکم ہی کہ ہمیں جاننا چاہیئے کہ ہمارا علم
سچ ہی اور جو کچہہ ہمیں بہترین اور سخت ظالم دکہائی دیتا ہی اصل میں ایسا نہیں ہے اور جو بلا ہم پر نازل ہو اوسے
تحفہ الہی ستار ازمائش بلا تعذر کے قبول کر لینا چاہیئے اور کہنا چاہیئے کہ یہہ کیسا مناسب وقت اور قرین
ہی۔ اللہ اکبر! خواہ وہ مجہکو قتل ہی کیوں نہ ڈالی تاہم میں اوسی پر بہروسہ رکہونگا"۔ لائکلع سو معنی الاسلام انکار ہستی خود و بعد ہستی
ہستی خود ہی۔ یہہ سب سے اعلی حکمتیں ہیں جو تاحال آسمان سے ہمارے لئے زمین پر القا ہوئی ہیں۔

ایسا ممکن الوجود نور اس صحرا نشین عرب کی سچی نیکی کو منور کرنے کے واسطے آیا تھا اُس سخت مدت کی ہتکی نیوالی نیکی میں یہہ بالکل جگمگانیوالی جلالی اور آسمانی روشنی تھی آپنے اسکو الہام اور وحی جبریل کے نام سے نامزد کیا - کون ہم میں سے تا ہنوز جانتا ہی کہ اسکو کس نام سے پکارنا چاہئے؟ وہ ہستی مطلق کی حقیقت کی تہ اُسی دانا ایک شعلہ مخفی اور پوشیدہ سا ہی جسکی بہترین منطق بھلی گفتگو ہو طفلانہ ہو - نووالس[1] کہتا ہی کیا ایمان خدا کی ہستی کا اقرار اور اشتہار کرنیوالا معجزہ نہیں ہے - محمد کے سارے قلب کا اُسی صداقت کے شعلہ سے جو اُن میں ودیعت کیگئی تھی مشتعل ہو کر اُسی اور صرف اُسی کو ضروری معلوم کرنا خاص فطرتی امر تہا - چونکہ مشیت ایزدی نے اُسکو نامکمل البیان طریق سے عزت الہام کے ممتاز کیا - اور ہلاکت اور تاریکی اور جہالت سے بچا دیا اسواسطے اُسپر فرض ہوگیا تہا کہ اُسکو تمام مخلوق خدا پر اظہار کر دے - یہی محمد الرسول اللہ کے معنی ہیں اور نیز یہہ جملہ خالی از معنی نہیں ہے - ہماری رائے میں صالحہ خدیجہ نے اولاً اسبات کو گوش استعجاب سے سُنا اور نظر اشتباہ سے دیکھا - آخرش جواب دیا کہ "ہاں جو کچھ آپنے [illegible]ا ہی حق ہے" - اس سے محمد کی غیر محدود شکریہ کا ہر ایک شخص قیاس کر سکتا ہی اور اُن تمام مہربانیوں سے جو خدیجہ نے آپ پر کی تہیں اس سچ اور ہیجان آور جملہ پر جواب بولا گیا - ایمان لے آنا کتنی بڑی عنایت تہی - نووالس کہتا ہی کہ جس گہڑی (لحظہ) اسپر ایک سر شخص ایمان لاتا ہی - یقیناً میرا ایقان غیر محدود استفادہ حاصل کرتا ہی - نیک خدیجہ کی یہہ عنایت بے غایت آپ کبھی نہ بھولے - بعد از عرصہ دراز آپکی چہیتی بیوی عائشہ نے جس نے اپنی تمام عمر طویل میں بہہ اوصاف متصف رہکر مسلمانوں میں واقعی امتیاز حاصل کیا تہا - ایک دن سوال کرتے کرتے پوچہا کہ میں کیا خدیجہ سے بہتر نہیں ہوں؟ وہ بیوہ تہیں اور بڑہیا تہیں اور اپنا جوبن کہو چکی تہیں - کیا مجکو اُن سے زیادہ آپ نہیں چاہتے ہیں - محمد نے جواب دیا "واللہ نہیں" - نہیں ماشاللہ کیونکہ وہ مجپر اُسوقت ایمان لائی جبکہ اور کوئی ایمان نہ لاتا - تمام دنیا میں اُسوقت میرا صرف ایک رفیق تہا اور وہ رفیق تہی[2] آپکا غلام سعید (زید) بہی ایمان لایا - یہہ دونوں معہ آپکے چچازاد بہائی علی بن ابو طالب کے سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے تہے - آپنے اپنے عقاید کی تلقین ہر ایک شخص کو کی - لیکن بہتوں نے استہزا کیا اور بعضوں نے بے پروائی کی نگاہ سے دیکھا - میری قیاس میں تین سال کے عرصہ میں صرف تیرہ چودہ شخص آپکی کامیابی

[1] فریڈرک وان ہاردن برگ کا فرضی نام ہے - یہہ شخص صوبہ سیکسنی واقعہ ملک پرشیا کا باشندہ تہا - اُسکی تصنیفات میں سے دو کتابیں مشہور ہیں یہہ شخص ۱۷۷۲ء میں پیدا ہوا [illegible] جہاں دشمنی ... سیلر کو پہنچایا - مترجم -

[2] سب سے پہلے ایمان لانیوالے - جوانان احرار میں - ابو بکر صدیق - مستورات میں حضرت خدیجہ لڑکوں میں حضرت علی - غلاموں میں حضرت بلال - غلامان آزاد میں زید بن حارث - اور بعد ازاں حضرت عثمان وغیرہ -

دیسی اور کامیابی ہوئی تھی آپکو اشاعت اسلام کو دلپذیر بنانے کے سامان وہی معمولی تحریک اور ترغیب
کے وسائل تھے جو آپکو اپنا تو صلبی کو ایسی حالت میں حاصل تھے جبکہ تین سال کی قلیل کامیابی کے بعد
آپنے اپنے چالیس رشتہ دار عزیزوں کو مدعو کیا اور جو آپکا دعویٰ تھا اسکو ظاہر کر کے انکو کہہ سنایا۔ اور پھر اسکو
آپنے تمام آدمیوں میں صرف دراز اعلان کیا اور یہی سب سے افضل و یگانہ شئی ہے اور آپ سے کون ہے جو
میری تائید کریگا ہے جبکہ تمام اشخاص عالم اشتباہ اور سکوت طاری تھا سو جوان علی جنکی عمر ابھی سولہ
سال کی ہوئی تھی تاب خاموشی نہ لا کر اٹھکر کھڑے ہو گئے اور بڑے پر جوش غضبناک لہجہ میں کہا کہ میں کرونگا
اگرچہ یہ مجمع جسمیں علی کا باپ ابوطالب بھی تھا محمد کا دشمن نہ تھا مگر ہم سب لوگوں کو ایک ادھیڑ عمر کی آن
آدمی اور ایک سولہ برس کے لڑکے کا یہ فیصلہ کرنا کہ وہ دونوں ملکر تمام دنیا کے خیالات کے برخلاف
کوشش کرینگے ایک مضحکہ کی بات معلوم ہوئی اور تمام مجمع قہقہہ لگا کر منتشر ہو گیا۔ مگر ثابت ہو گیا کہ یہ
ایک ہنسی کے لائق بات نہ تھی بلکہ بہت ٹھیک اور درست تھی یہ نوجوان علی ایسا شخص تھا کہ ضرور ہی
کہ ہر ایک شخص اسکو پسند ہی کرے اور اس سے جو اوپر بیان کیا گیا ہے اور نیز اور باتوں سے جو ہمیشہ اسکے بعد ظہور
میں آئیں یہ معلوم ہوتا ہے وہ ایک صاحب اخلاق فاضلہ اور محبت سے بھرپور اور ایسا بہادر شخص تھا۔
کہ جسکی آگ جیسی تیز و تند جرأت کے سامنے کوئی چیز نہیں ٹھیر سکتی تھی اس شخص کی طبیعت میں کچھ
عجیب طور کی جوانمردی تھی شیر سا تو بہادر تھا مگر باوجود اسکی مزاج میں ایسی نرمی اور
سچائی اور محبت تھی جیسا کہ ایک کرسچن نائٹ (عیسائی دیندار جوانمرد) کے شایاں ہے۔ انہوں نے مسجد
بغداد میں مقتول ہو کر انتقال کیا - یہ شئے آپکی انصاف پسند طبیعت کی وجہ سے واقعہ ہوئی کیونکہ آپکو
اور دن کی نسبت بھی عدل کا یقین تھا - آپنے فرمایا کہ اگر میرا زخم مہلک نہ نکلا تو قاتل کو معاف کر دیا
جائے - لیکن بصورت دیگر اسکو ضرور قتل کر دینا چاہیے تاکہ ہم دونوں خدا کی بارگاہ میں ایک ساعت
میں حاضر ہوں اور دیکھ لیں کہ ہم دونوں جھگڑے کا کونسا پہلو مبنی بر انصاف تھا -
محمد نے تدریجی طور سے قریش کو اس طرح پر تنبیہ کیا کہ وہ سمجھے کہ خدا اور روح کے حقیقی ہیں۔ ایسے دینی عقیدے آدمی
بھی ساتھ تھے - ایسے ہی آدمیوں سے پیدا لیکن صرف یہی نہ تھا بلکہ ہر ایک شخص کو پہلے کہ رنج
پہونچا اور ہر ایک پکار اٹھا، کہ وہ کون ہے جو ہم سب کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہ ہمکو محض بیوقوف
اور لکڑی کی پرستش سمجھکر ملامت کرتا ہے محمد کی نسبت ابوطالب نے کہا کہ کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا - کہ

له اس جوان مردانہ جواب سے بقول صاحب اعجاز التنزیل اس جوان کو آپ نے اپنا وصی و خلیفہ بنایا فاسمعوا له و اطیعوا کے خطاب سے ممتاز فرمایا غالباً ابولہب وغیرہ کی ہنسی کا باعث یہی تھا سو قہقہہ کا باعث عجیب ہوا ہے ۔ مترجم

خاموش رہو اور ان باتوں پر خود یقین رکھو اور قریش کے سرداروں کی دل آزاری اور درپہ کی
غضب آپ پہ ہی نکرو اور اپنے ساتھ ہم سب کو بھی خطرہ میں نہ ڈالو محمدؐ نے جواب دیا کہ اگر آفتاب میری داہنی جانب
اور ماہتاب بائیں جانب کھڑے ہو کر یہ کہیں کہ چپ رہو تو میں انکی اطاعت نہیں کر سکتا ہوں یعنی
جو حق اسکو سنایا ہوگیا تھا وہ خود فطرۃ اللہ تھا جو آفتاب و ماہتاب بلکہ ہر ایک مخلوق ایزدی سے بڑا تھا
باوجود چاند و سورج کی مزاحمت اور تمام قریش اور تمام جن (و اشیا) اور انکی مقاومت کی تعیب
اس قادر مطلق کو منظور ہوگا یہہ حق خود اپنی تئیں پکار کر ظاہر کرتا رہیگا یہہ ایسا ضرور ہی کریگا اور اسکے
سوا اس سے کچھ اور ہو نہیں سکیگا - محمدؐ نے اس طرح پر جواب دیا اور کہتے ہیں کہ آنسو نکل پڑے ہونگے آنسو اس واسطے
نکل پڑے کہ انہیں معلوم کیا کہ ابوطالب آپ پر مہربان ہیں لیکن جس کام کا بیڑا اٹھایا ہے وہ کوئی آسان کام
نہیں ہے بلکہ دشوار اور عظیم المرتبت ہے آپ ہر ایک سننے والے کو وعظ سناتے رہے اور جو لوگ مکہ میں زیارت کو آتے
انہیں اپنا عقیدہ شایع کرتے رہے اور ادھر ادھر سے پیرو بھی ملجاتے رہے دائمی مخالفت و لعنت اور خفیہ یا علانیہ
خطرات نے ہر دم آپکو گھیرے رکھا - آپکے طاقتور رشتہ دار خود نفس نفیس حضرت رسول اللہ کی حفاظت کرتے
رہے لیکن رفتہ رفتہ آپکے تمام متبعین کو آپکی صلاح و ہدایت کے مطابق مکہ چھوڑ کر سمندر پار حبش میں پناہ
گزین ہونا پڑا - قریش ہمیشہ غضبناک ہوتے گئے اور سازشوں کے جال پھیلاتے رہے اور محمدؐ کو اپنے ہاتھوں قتل کرنے
کے واسطے آپس میں قسمیں کہاتے رہے ابوطالب اور عفیفہ خدیجہ وفات پا چکے تھے - محمدؐ کو کسی سے خواستگار اعانت
و ہمدردی نہیں ہے الیکن البتہ آپکی ظاہری حالت بہت ہی پرخطر نظر آتی تھی - آپکو غاروں میں چھپنا
نہیں بلکہ جان بچانا - ادہر ادہر بھاگنا اور خاندان اپنی جان کو جوکہوں میں رکھنا پڑا - بارہا بظاہر
ایسا معلوم دیا کہ آپکا کام تمام ہو چکا ہے اور ایکدفعہ سے زیادہ تنگی اجیل پہاڑ کی مثل کا مصداق بنا
کسی سوار کا گھوڑا اڑ گیا یا اسی قسم کا اور مانع پیش آگیا ورنہ محمدؐ اور اسکے دین کا خاتمہ ہوجاتا اور نشان تک
باقی نہ رہ جاتا لیکن اس قسم کا انجام (مشیت ایزدی میں) مقدر نہ تھا - آپکی رسالت کو تیرہ برس
سال ہیں یہ معلوم کر گئے آپکے تمام دشمنوں نے آپکے برخلاف جتھا کر لیا ہے اور ہر ایک قبیلہ سے ایک ایک
شخص منتخب کرکے چالیس آدمیوں نے قسم کہالی ہے اور جان ستانی کی انتظار میں ہیں - اب مکہ میں دفعۃ قیام
ناممکن ہے آپ اس مقام میں بھاگ گئے جسکو اسوقت یثرب کہتے تھے اور جہاں آپکے بعض معتقدین
تھے - یہ وہ شہر ہے جسکو اب مدینہ یا مدینۃ النبی یا شہر نبی اسی واقعہ کی وجہ سے کہتے ہیں - مدینہ وہاں سے
دو سو میل کے فاصلہ پر آباد ہے اور چٹانوں اور صحراؤں میں سے گذر کر جانا پڑتا ہے بڑی دقت و محنت کے ساتھ
ایسی نازک حالت میں جسکو قیاس کیا جا سکتا ہے آپ وہاں پہونچے اور لوگوں نے خوشی سے استقبال

گیا - تمام ممالک مشرق میں شمار سال تاریخ ہجرت خاص سے محسوب ہوتا ہے اور اُسکو سنہ ہجری پکارتے ہیں اول سال ہجری ۶۲۲ء کو مطابق ہے اور محمدؐ کی عمر اسوقت ۵۳ سال کی تھی - اب آپ پیرانہ سال ہوگئے تھے اور آپکے اصحاب یکے بعد دیگرے آپ کے سامنے انتقال کرتے جاتے تھے اور آپکا راستہ ویران اور خطرات سے محیط تھا بجز اسکے کہ آپکی اپنی ہی دل میں کچھ توقع ہو - بظاہر ہر طرف سے مصیبت ہی نظر آتی تھی - ایسی حالات میں تمام آدمیوں کا ایسا ہی حال ہوتا ہے تاہم محمدؐ نے اپنی ملت کی اشاعت بذریعہ وعظ و تلقین انتہا سے کی ہوئی تھی - لیکن اب چونکہ ناجائز طور پر وطن سے باہر کھدیڑ گئے - اور چونکہ بے انصاف آدمیوں نے صرف آپکی ہی ربانی پیغام اور آپکی قلب کی پرسوز صدا پر کان نہیں دہرا - بلکہ ارادہ کرلیا کہ اگر آپ اسکا ذکر کرتے رہیں تو آپکو جینے بھی نہ دیں - تب صحرا کے اُس پسر شجاع نے عزم جزم کرلیا کہ اپنا بچاؤ اور مدافعہ ضروری[ل] کریں اگر قریش کی یہی مرضی ہے تو ایسا ہی ہوگا - وہ خبریں جو انکو اور تمام آدمیوں کو بے حد ضروری اور پُر منفعت معلوم دیتی ہیں اُنہوں نے بالکل توجہ نکی اور اس زعم میں رہے کہ محض نہ سننے شمشیر تیغ زنی سے انکو کچل ڈالیں گے - خیر تب آؤ - ہتھیار ہی آزمالو - محمدؐ کو پوری دس سال اور غزوات اور ایسی شدید محنت اور جدوجہد میں گذرے کہ دم لینے کی مُہلت نہ ملتی اور جو اُسکا ثمرہ ہوا وہ ہمکو معلوم ہے - محمدؐ کے بزور شمشیر مذہب پھیلانے کی نسبت بہت کچھ لکھا جاچکا ہے - بیشک مذہب عیسوی کی نسبت اس امر کا فخر بدرجہا بہلا معلوم دیتا ہے کہ اُسکی اشاعت بلا جدال و قتال بذریعہ پند و وعظ بطریق ثبوت دہی ہوئی - تاہم معہذا اگر اس بات کو کسی مذہب کے صدق و کذب کی دلیل گردانا بڑی بھاری غلطی ہے - بیشک شمشیر لیلو - لیکن یہہ تبلاؤ - کہ شمشیر لیگے کہاں سے ؟ شروع میں ہر ایک نئی رائے ایک آدمی کی اقلیت میں ہوتی جو قلیل ہوتا ہنوز وہ رائے صرف ایک ہی آدمی کے دماغ میں ہوتی ہے تمام دنیا میں سے صرف ایک آدمی اُسکا قائل ہوتا ہے جس سے یہہ نتیجہ نکلا کہ ایک آدمی سب آدمی کے بالمقابل ہے - تلوار اُٹھا کر اُسکے ذریعہ اُس رائے کی اشاعت کرنا اُسے بہت کم فایدہ دیگا - سب سے پہلی تلوار (جمعیت قابل برائے چلانے تلوار) حاصل کرنی چاہئے ! القصہ ہر ایک بات جیسا اُس سے ممکن ہوتا ہے خود پھیل جاتی ہے - مذہب عیسوی کی نسبت بھی یہہ ہمیں ہرگز معلوم نہیں ہوا کہ جب اُسکو تلوار اُٹھانے کی (جمعیت) ایک دفعہ حاصل ہوگئی ہو تو اُس سے اُسکو

ل سچ ہے - صمم العزم فی المہمات جلگ مثل صاحب صادق العزمات
مشکل باتوں کا عزم مصمم کرو - سچا ارادہ کرنے والا کمتر ناکام رہتا ہے
ہر کارے کہ ہمت بستہ گردد + اگر خارے بود گلدستہ گردد ....
مترجم

حقارت کی نگاہ سے دیکھا ہے - دوستو، شاہ شارلیمین[1] نے قوم سیکس کو وعظ سے عیسائی نہیں بنایا میں
تلوار کی کچھ پروا نہیں کرتا - میری راے میں ہر ایک چیز کو اجازت ہے کہ وہ اپنی ترقی کیلئے دنیا میں ہاتھ
پاؤں مارے خواہ بذریعہ سیف اور خواہ بذریعہ زبان یا بوسیلہ کسی اور ہتھیار کے جو قبضہ میں ہو یا میسر آسکے
ہماری طرف سے اجازت ہے کہ وعظ کیا جاوے - رسالے جاری کئے جاویں - جدال و قتال کیا جاوے اور زور سے زیادہ
جد وجہد کی جاوے - اور جو کچھ اسمیں طاقت ہو اسکو نوک پنجوں و ناخنوں تک لگایا جاوے - لیکن حق یہ
ہے کہ انجام الامر اس سے وہ چیز فتح نہو سکیگی جو مغلوب ہونے کی لائق نہیں ہے اور اس شے کو جو اپنے سے افضل ہو زائل
نہ کرسکے گی اور ناقص تر کو باطل کردیگی - اس بڑی باہمی کشمکش اور چپقلش میں خداوند کریم خود بھی ثالث
بالخیر ہے اور اس سے ظلم ہو نہیں سکتا - وہ پودہ جسکی جڑ زمین فطرت میں گہری لگی ہوگی اور جسکو ہم سچی
اصلیت کے نام سے موسوم کرتے ہیں آخرش وہی اور ما سوا اسکے دوسرا ہرگز نہیں نشو و نما کرتا پایا جائیگا -
مگر اس مقام پر ان اوصاف کے لحاظ سے جو محمد میں موجود تھیں اور جو انکی کامیابی کا باعث ہوئیں - ہمیں یاد رکھنا
چاہیے کہ خداوند کریم (فطرت اللہ) کیسا ثالث بالخیر ہے - اور اس میں کیسی عظمت اور گہری سکینت اور
آزادی مذہب ہے - تم زمین میں ڈالنے کیلئے غلہ گندم لو - تمہاری گندم میں چوکر - گیاہ کوفتہ کی چھوٹی
چھوٹی تیلیاں - خرمن کی خس و خاشاک - خاک و دھول اور تمام قسم ردیات جو قیاس میں آسکتی ہیں آمیز ہوں
انکی کچھ پروا نہ کرکے تم اسکی تخمریزی مہربان اور منصف زمین میں کرو - تمام ردیات کو وہ چپ چاپ چٹ کر
جاتی ہے اور انپر پردہ ڈالتی ہے اور انکی نسبت کچھ تعرض نہیں کرتی - دیکھو، زرد زرد گیہوں اگ
رہی ہے اور تمام بقایا کی نسبت نیکدل اور کریم النفس زمین خاموش ہے - بلکہ چپکے چپکے اس بقایا کو کام
کی چیز بنا ڈالا ہے اور کسی قسم کا شکوہ (لب پر) نہیں لاتی - ہر ایک مقام پر یہی ہے غور کرو - یہہ حق نکلیگی
اور کاذب ہرگز نہیں اپنی صداقت میں بھی عظیم المرتبت - منصف اور مادرانہ شفیق ہے - نیچر کو صرف
شے درکار ہے جو قلباً مخلص ہو - اور جو شے ایسی ہو اسکی وہ ضرور خود حفاظت کریگی - اور جو ایسی نہو
اسکی ہرگز حمایت نہیں کریگی - جن چیزوں کو وہ اپنی پناہ میں لیگی انمیں صداقت کی روح ضرور موجود
ہوگی - ہاں کیا سب سے اعلی صداقت (جو دنیا میں آتی ہے یا کبھی آئی) کی تواریخ یہہ نہیں ہے؟ ان تمام
صداقتوں کا جسم ناقص اور نا مکمل تھا ہے - تاریکی میں روشنی کی ایک جز ہوتی ہے - ہمارے لئے انکو منطقی مجموعہ کے

[1] شارلیمین یا چارلس المعظم فرانس ۷۴۲ء میں پیدا ہوا ۷۶۸ء میں تخت پر بیٹھا اور ۸۱۴ء میں فوت ہوا
یہہ بادشاہ جرمنی کی شہنشاہی کا بانی ہے - اسکی تمام جنگ و جدل اسی غرض سے تھی کہ عیسائی مذہب کو ترقی دے - مفصل حال
اشاعت ملت عیسوی کے ذرائع کی نسبت - مسٹر گریم کی کتاب پریچنگ آف دی سورڈ - مترجم

لباس میں ملبوس کائنات کی کسی علمی مسئلہ میں پوشیدہ ہو کر آنا پڑا ہو جو ہرگز کامل ہو نہیں سکتا اور جو ایک عزو ناکمل اور غلط نکلیگا اور پس مردہ اور نابود ہو جاویگا - تمام صداقتوں کا جسم ہلاک ہو جاتا ہے لہذا ہم میں کہتا ہوں کہ تمام میں ایک ایسی روح ہے جو کبھی نہیں مرتے اور جو ایک شمار سی ہی نقل جسم میں منتقل ہو کر خود انسانی ہستی کی شکل جاودانی رہتی ہے فطرۃ اللہ کا یہی قاعدہ ہے - صداقت کا یہہ خالص جوہر کبھی فنا پذیر نہیں ہوتا نیچر کی انتہا سنکی صدا یہہ ہے کہ یہہ مخلص ہے اور نیچر کی کچہری اور معدلت میں امر تنقیح طلب یہی ہے نیچر کا تتمہ سوال وہ نہیں ہے جسکو ہم خالص یا غیر خالص کہتے ہیں نہ یہ کہ سعیدہ نیچر کر تم سچ ہے - بلکہ یہہ کہ آیا تم میں کچہہ کیہوں بہی ہے کہ نہیں خالص! بہت آدمیوں کو میں کہہ سکتا ہوں ہاں آپ خالص ہیں اور کافی خالص ہیں - اور غیر خالص دعاوی !!! روایات اور سوالوں کو تمکو کائنات کے قلب اکبر سے مس نہیں ہے - حق تو یہہ کہ نہ تم خالص ہو اور نہ غیر خالص تم کچہہ بہی نہیں اسلئے نیچر کا تمہارے ساتہہ کچہہ بہی کام نہیں ہے - رہنی بیان کیا ہے کہ ملت محمدیہ ایک قسم مذہب عیسوی کی ہے اور فی الحقیقت جس پرجوش اور عیدانی اشتیاق کے ساتہہ اسپر ایمان لاکر اسکو دل میں جگہ دیگئی اگر اسپر نظر کیجاوے تو میں سا تکو کہنے پر مجبور ہوں کہ ملک شام کے ان بدبخت عیسائی فرقوں کی نسبت بدرجہا بہتر ہے اور انکی ہوشوائی اور دی ان کے بارے میں ہیچ ہندو روائی کی نسبت بمراتب افضل ہے اور یہہ ہو سوائی اور کی ان اعتقاد جو ہری تثلیث میان باپ بیٹا اور جو ہری یگانگت ، کیا ہے - دماغ بے وقعت شور و شغف سے بہر نیر او قلب بہی اور ہے ! اسکی صداقت منحوس ہیں جنہ خطاؤں کے کذبوں کے کیچ میں تشبیہ ہے - اور اسپر ایمان لانیکی وجہ اسکی صداقت ہی اور نہ کذب اور صداقت ہی کامیابی کا باعث ہے - یہہ مذہب عیسوی کی مخلوط النسل داصل میں لا حول ولا قوۃ حرامزادہ ہے اقسم ہے لیکن ہے جاندار - اسمیں قلبی جان ہے - نہ بیجان محض دماغ کی خشک منطق ہیں ہے -

منجملہ تمام عرب کی بت پرستیوں کے نامی اور بیہودی دعاوی اور افواہات افتراآت اور روایات اور استدلالی الہیات اور انکی کاہانہ تاکیدیوں کے اس وحشی صحرائی آدمی اپنے ناتربیت یافتہ مخلص و لسی جوش اور زندگی کی طمع یقینی اور اٹل تہا اور ہی سب چمکنے والی قدرتی لعبتوں سے منہ تحن کریا لیا - بت پرستی ہیچ ہے - یہ تمہاری چوبی بت جنہیں تم تیل اور موم ملتے ہو اور جنپر مکہیاں چپکتی ہیں میں تم کو دیتا ہوں کہ کاٹھ ہیں - وہ تمہارے حق میں کچہہ بہی نہیں کرسکتے وہ ایسے ضعیف کمبخت ہیں جنسے اللہ تعالی کی توہین اور تضحیک ہوتی ہے - اور رحیم ، ہیبت اور غلاظت ہیں بشرطیکہ تم انکو جان لو - اللہ واحد ہے اور اللہ ہی کی قدرت حاصل ہے پہلے سے ہیں بیا اور اب بہی ہے ہمیشہ تا ابد زندہ رہتا ہے - اللہ اکبر اللہ بجا ہے - جان لو کہ رضائے مولی سب سے ادنی ہیں

يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُ وَمَا لَا يَنْفَعُهُ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيدُ

اور یہ کہ خود کہیونکی تمہارے مصنف گوشت خون کی طرح معلوم دے تم پالوگے کہ یہ سب سے معقول اور احسن ہے
تمہارا فرض ہے کہ تم اسکو تسلیم کرو - اس دنیا اور آخرت میں تم سوا اسکے کچھ نہیں کر سکتے۔ اور اب اگر عقلی بحث پڑھنے
نے اسکو قبول کر لیا ہو اور اپنے پیرؤوں کی سی صورت میں جیسا کہ ان پاس پہونچا عمل کرنے کو اسکو جگہ دے لی تو
میں کہتا ہوں کہ یہ ایمان لانے کی بابت بہی قابل شکر تہی - خواہ اس نے تبلیغ یا اس میں - میں کہتا ہوں کہ تاہم
یہ تمام آدمیوں کو اعتقاد لانیکے قابل شے ہے - انسان ایسکی ذریعہ سے ایک دنیا کی اس ہیکل کا تبس اعظم جتا ہے
وہ اس کائنات کے اصول کے احکام کے مطابق ہے اور اسنے متکبرانہ مخالفت نہیں بلکہ اسنے موافقت کی ہے مجہو
فرض کی اس سے بہتر تعریف آجتک کوئی معلوم نہیں تمام حق باتیں دنیا کی حقیقی میلان اور ہیجان کے سلسلے
ملکہ کا رو با کرنے پر مشتمل ہیں اس سے تم آپ کامیاب ہوگے اور یہاں دنیا بہی کامیاب ہوگا) اور تم نیکی کے
راہ راست پر قدم زن سمجھے جاؤ گے - ہو مواتی اور ذی آن یعنی یہود و منطقی ہرزہ درائی سے اسوقت
یا اُس سے پیشتر یا کسی وقت اپنی نسبت یاوہ گوئی کر سکتی ہے اور جہاں اور جس طرح چاہے جا سکتی ہے اگر
اسکے کچھہ معنی بہی ہیں تو یہہ ہی ہیں جسکے واسطے تمام کوشش ہو رہی ہے لیکن جو بات اسکو ضروری مدنظر
ہے … کہ زندہ … فراہم … دم اسکو ذہن (قلب) نشین کر لیتے ہیں - نہ یہ کہ بے سود اشکال و
اعتراض صرف منطق کی ترتیب الفاظ صحیح ہے یا غیر صحیح - اسلام ان تمام بیہودہ یاوہ گو فرقوں کو
ہڑپ کر گیا اور میری رائے میں اسلام کا اسے حق حاصل تہا - یہہ ایسی حقیقت تہی جو محمد کے وسیع قلب
سے بلا واسطہ پیدا یکدفعہ نکلی تہی - اصنام پرستی عربی اور رسومات شامی خواہ کسی قسم کی ہوں اس کے
برابر حق نہ تہیں … سوا اکی شعلہ سان جلا ہی ہیں کہ مختلف معنوں میں اس آگ کیلئے ایندھن خشک
سے بہتر نہیں تہے

جس مقدس کتاب کو محمدی قرآن یا قرأت یعنی شے قابل تلاوت کہکر کرتے ہیں اسکو محمد نے علی التفرق[۱] جستہ جستہ[۲]
مکہ کی مدد وقتاً فوقتاً ان پر جوش غزوہ دل سے بیرون … جدید … کے بیچ میں لکہا یا ہے[۳] - یہ پہلی کتاب ہے
جسپر خود آپ پہنچے اور آپکے متبعین نے بہت کچھ فخر کیا اور تمام دنیا سے سوال کیا ہے کہ کیا وہ معجزہ نہیں ہے؟ مسلمان
یہہ قرآن کو اس عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جس سے خاص بائیبل کو معتقد … چند عیسائی دیکھتے ہیں
یہہ بہی ہر ایک مقام میں تمام قوانین … اور تمام رسومات کا دستور العمل (قبول) مانا گیا ہے - تمدن کے

---

۱ علی التفرق کی جگہ … بہتر ہوتا … قبل از ہجرت … آیات قرآنی نازل
ہوتے رہے جیسا کہ خود … ابتدا ہی کتاب میں پیشتر لکہا ہے - مترجم
۲ یعنی … بعد ہجرت مدینہ چلا جانے - مترجم
۳ حق یہہ ہے کہ جب الہام ہوا اسی وقت یاد اور قلمبند کر لیا گیا ہے - مترجم

معاشرت اور دین میں اُسی پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔ یہ پیغام ہی جبراً و قہراً آسمان سے آتا ہے جسکو مطابق
اسکے دُنیا میں قائم ہونا اور چلنا چاہئے۔ اور یہی وہ شئے ہے جسکو پڑھنا چاہئے اور اُسکے معنی اُسکو مطابق سمجھ کر
اُسپر تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ اُسکا مطالعہ کریں اور اُسی سے معاشرت زندگی کی رہنمائی تلاش کریں۔ انکی
سمجھ میں ہو یا نہ ہو اُسکی تلاوت کی جاتی ہے اور قابلیں (دیہاتی مولوی) کی تیس جزو ترتیب دار ایک
ایک سیپارہ لیکر ایکدن میں تمام ختم کر ڈالتے ہیں۔ ان بارہ سال تک آنکھ کے ساتوں کے دلوں اور مکانوں میں
اس کتاب کی آمد ہر لحظہ پڑتی رہی ہے۔ مجھکو اُن مسلمان عالموں کا حال سنا ہے جنہوں نے ستر ہزار دفعہ تلاوت ختم کی ہے!
مقام حیرت عظیم ہے اگر قومی ذوق کا اختلاف کی تلاش ہو تو یہاں یقیناً اُسکی بڑی بین مثال ہے! ہم
بھی تلاوت قرآن کر سکتی ہیں ہمارا ترجمہ قرآن از تصنیف سیل بہت صحیح ہے۔ مجھے کہنا پڑتا ہے کہ اس ترجمہ کو
زیادہ بار خاطر (دادق) کتاب میں نے کبھی نہیں پڑھی۔ ایک بار خاطر۔ پریشان گڑبڑ۔ ناشستہ۔ بلا
ترتیب لا انتہا تکرار۔ دم توڑ طول کلام اور ژولیدگی ہے۔ نہایت ناشستہ اور بلا ترتیب القصہ ناقابل
برداشت ہرزہ سرائی (حماقت) ہے[1]۔ کوئی یوروپین سوا اسکے اس ادائے فرض قرآن کو پڑھ نہ سکیگا

[1] اس ترجمہ کے نقص سے اعجاز اصل کلام الٰہی میں فرق نہیں آسکتا اس سے صرف یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ مسٹر
سیل نے تو اپنی زبان میں قاعدہ الکلام نہیں۔ یا مفہوم و بندش الفاظ عربی کے ادراک اور انتقال زبان انگریزی میں
قاصر ہے ورنہ جس تعقیب سے ہیرو دل سے اور نے شروع ترجمہ قرآن میں معترضانہ تمہید لکھی ہے وہ سد راہ
ہوئی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب ورنہ اصل الٰہی زمعنوی و لفظی قرآن مجید صرف اس سے ثابت ہے کہ باوصف
تیرہ صدی گذر جانے اور خود زبان عرب میں بسیار انقلاب آجانے کے ہنوز تمام اہل زبان اور اعلیٰ عربی
دان اُسکو سن اور پڑھ کر جوش سے پھڑک جاتے اور وجد میں آجاتے ہیں۔ اور کیا ہی عزیز قسمت تھے وہ جنہوں نے
اُسکو اپنی رسول مقبول کی زبان ہی سے اُسکو سنا جسے خداوند کریم نے اُسکو نکلوایا تھا کیونکہ سہ تصنیف را
مصنف نیکو کند بیان۔ دیکھو لبید جیسا شاعر بے بدل سر بر آوردہ شاعران عرب جسکو قصیدوں کو ان
ایام میں سب سے اول دروازہ خانہ کعبہ پر معلق ہونے کا فخر حاصل ہوتا تھا۔ معارضہ لفظی و معنوی سے عاجز
آکر کیا عقیدت مند حلقہ بگوش ہو گیا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ترجمہ میں خوبی لطف زبان خواہ کیسے ہی
لائق مترجم کیوں نہوں دور ہو جاتی ہے۔ مجھے بذات خاص اس فاضل مصنف مرحوم کی نسبت ہرگز بدگمان
نہیں ہو سکتا کہ اُنہوں نے اسلام پر حملہ کرنے کے یہ خاص سکیم اور پلاٹ اپنی کتاب کے واسطے تجویز کی ہوں
کیونکہ جب کہ اُنہوں نے بت پرستی کے گدلے دریا میں سے چاندی اور سونے کے ذرّوں کو چھین لیا ہو اسقدر کم
ملامت چھپ لیا ہے وہ اسلام جیسے جوہر خالص کو ایسی کیسی نامعقول پلاٹ سے کیوں دیدہ و دانستہ خاک میں ملانے
کی کوشش کرتے۔ بلکہ انکو معذور سمجھتا ہوں۔ کیونکہ انگریزی سلطنتی۔ فرانسیسی جرمنی اور عقبی اور دیگر زبانوں میں
ترجمہ کی گئی ہیں وہ محض نکتہ چینی اور عیب نمائی کی غرض سے کی گئی ہیں ملاحظہ ہو کہ جو ترجمے ایشیائی زبانوں میں
اُن عالموں اور معتقدوں نے کئے ہیں جو بدرجہا ترجم فاضلوں کی نسبت معانی اور ترتیب اور شان نزول سے
بہت زیادہ ماہر تھے۔ اُنمیں بھی وہ جوہر اصلی جلوہ پذیر نہیں ہوتا جسنے واقعی سحر کی طرح اسقدر ریگستان عرب کے
اسقدر رکشیدہ لوں کو مسخر اور گرویدہ کر لیا تھا۔ چنانچہ الفتح الفصحا خطیب بے نظیر مولانا مولوی نذیر احمد صاحب
دہلوی کی ان تراجم کے بارہ میں یہ رائے ہے کہ امام ابو حنیفہ نے تو فارسی میں قرآن کی اجازت دی ہے
مگر ہر مذہب میں قرآن کا ترجمہ تک کرنا بھی یہ سمجھ کر کہ ترجمہ میں معجز بیانی نہیں آسکتی۔ اُردو۔ فارسی کے ترجمے

ہم سرکاری دفتر قوانین کی طرح اسمیں بے ترتیبی کا توعذر نا خواندنی ہو اسطرح تیبی ہیں کہ اسمیں شاید ایکسو
شہر آدمی کی جہلک دیکھہ پاوینگے اسمیں کچہہ شک نہیں ہے - کہ ہمارے پاس فضیلت کی قدرتی اسباب کے
ساتھہ نہیں پہونچا - عرب اسمیں ہماری نسبت بہتر ترتیب پاتے ہیں - ستمبین محمد کے صاحب لکہہ پہلو نزول
وحی کیوقت (اشاعت) قلمبند ہوا تہا تمام ویسا ہی اجزا میں پڑا پایا - کہتے ہیں کہ بہت کچہہ اسکا بہت
حصہ بکریوں کی کندہی کی ہڈیوں پر مرقوم تہا اور یہہ ہڈیاں متفرق طور پر صندوق میں پڑی ہوئی تہیں
اور انہوں نے بلا لحاظ کسی متن ترتیب وقت یا دیگر اسکو شایع کر دیا معلوم تو ہوا ہی کہ صرف طویل سیپارہ کو
پہلی جگہ دینے کی کوشش کیگئی لیکن اسمیں بہی احتیاط کامل اور پابندی لازم مد نظر نہیں رکہی - اسی
طرحپر جو آیات پہلے نازل ہوئی تہیں وہ اخیر پر جا رہی ہیں کیونکہ جزو اولین بہت ہی مختصر ہیں - نتایج تاریخی کو
اگر مد نظر رکہکر اسکا مطالعہ کیا جاوے تو شاید ایسا برا نہ معلوم ہوگا - کہتے ہیں کہ بہت حصہ اسکا موزون و
مقفیٰ ہے اور اصل میں وحشیانہ گیت گانے کا ایک قسم ہے - یہی شاید مقصود خاص ہے لیکن اسکی خوبی ترجمہ میں زایل ہو گئی ہے
تاہم مناسب اغماض عیوب کے بعد لسان ضعیف البنیان ولکنۃ الذات کی سمجہہ میں یہہ بات نہیں آسکتی ہے - کہ
قرآن وہ کتاب ہے جو آسمان میں لکہی گئی ہو اور دنیا کی ہر دو تفسیر زیادہ صلاحیت اسمیں مندرج ہو خواہ ایک عمدہ
لکہی ہوئی کتاب کی مانند کہو یا فی الحقیقت معمولی نام کی کتاب ایکسی حیرت دہ کی کلام بے انتظام بلکہ تصنیف
وتالیف یہہ ایک ایسی بری طرز پر لکہی گئی ہے جسکی برابر تمام تصنیفات میں کبہی کوئی تحریر نہیں ہوئی !
سیار ذوق طبعی کے اختلافات قومی کے بارہ میں اسیقدر کافی ہے - تاہم مجہکو کہنا پڑتا ہے کہ یہہ بات بعید الفہم
نہیں ہے - کہ اہل عرب اسکو کیوں ایسی محبت کی نگاہ سے دیکہتے ہیں اور شوق سے چاہتے ہیں جب تم ایکدفعہ قرآن
کی پریشان کچہی اتہہ سے نکالکر اپنے پیچہے یا صلہ پر رکہہ دو تب اسکا ضروری طرز خاص منکشف ہوتا ہے اور اسمیں
ایسی خوبی ہے جو علمی طرز بہی سے بالکل نرالی ہے جو کتاب دل سے نکلتی ہے وہ دلوں تک پہونچ جانے کی ترکیب
نکال لیتی ہے - اسکی سامنے تمام فنون اور صنعتیں ادنیٰ ہیچ ہیں - ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ قرآن کا ابتدا اسکی کچہہ
نہیں ہے کہ وہ اصل آہ ہی ہے اور سوسبرا اور تبتج سے معرا - پہر یگرس اهزدون فی میں جانتا ہوں یہہ بیان کیا
کہ یہہ مجموعۃ السحر ہی اور یہہ باعث سپاہ مصنف کے متواتر گنا ہونکی عذر خواہی اور صفائی اور اسکی آرزو

بقیہ حاشیہ متعلقہ صفحہ (۳۲۹) دیکہو پہلی سیبرہ - بے رونق - انہیں اصلی قرآن کی سی چستی اور بے جستگی ہے اور لطافت
اور قوت اور فصاحت اور بلاغت اور نیز کہیں پتہ نہیں ملا اور بجا ہوا ایسے کہ کلام الہی کی عظمت ذہن
نشین ہو - ترجموں سے تو یہ قرب الہی منجانب اللہ کی بو ظاہر ہوتی ہے - اسمیں بیچارے مترجموں کا
کچہہ قصور نہیں ہے کیونکہ ترجمہ بہی فی نفسہ محال ہے - دوسرے آسمانی کتابوں کے ترجموں کا
نتیجہ دیکہو - اگر بابت ترجمہ مفتوح ہوا تو قرآن کا معجزہ ہی باطل ہوتا ہے - کہ حق اس سے اتفاق کرے
پانچہ - اپنا تو مستحکم عقیدہ یہہ ہے کہ سمجہو - معجزہ کہو - تشبیہہ کہو - جو کچہہ ہے وہ ان کے
لفظوں میں ہے - [illegible] انڈین نیشنل کانگرس پر [illegible] ۱۸۸۸ء
مترجم

اقبال مساعد طلع و عادی کی ترقی کے لئے گہڑی گئی ہیں۔ لیکن فی الحقیقت اب وہ زمانہ آگیا ہے
کہ ایسی باتوں کی بالاتر طاق رکہا جاوے۔ میں محمد کی نسبت وا شامبرا از خطا ہونا ثابت نہیں کرتا ہوں کون
استہزا کی پر مخلص ہو سکتا ہی؟ لیکن مجہ پر اس کا اعتراض ہی کہ فی زمانتا میں اس معترض کی طرح نہیں کرسکتا
ہوں جو آپکو بالارادہ افترا اور دیدہ و دانستہ افترا کا علی العموم شاید ہمیشہ قطعاً الزام دیتا ہی علاوہ برایں یہ الزام
دیتا ہی اور یہہ کہتا ہی کہ آپ محض عالم افزائش میں زندگی بسر کرتے اور قرآن کو جعل سازی اور تماشاگر سحر باز کی طرح
تصنیف کرتے تہے۔ ہر ایک چشم حق بین ہو غیر متعصب، قرآن کو پڑہکر اُسکی برعکس نتیجہ نکال سکیگی۔ یہہ ایک بڑی
پرشور سعی انسانی کا جوش پریشان ہی۔ کیسی بے سلیقہ۔ ناتعلیم یافتہ جو پڑہ بہی نہیں سکتا۔ لیکن پُر وجد مخلص
اور اپنی مافی الضمیر کو الفاظ کی صورت میں ادا کرنے کے لئی بڑی شد و مد سی جد و جہد کرنے والا ہی۔ آپ ایسی
تیزی کے ساتہہ اپنی مدعا کے بیان کی سعی کرتے ہیں کہ دم ہی نہیں لے سکتے۔ خیالات بڑی بے ترتیبی کے ساتہہ اُسکو دبا لیتے
ہجوم کرتے ہیں کیونکہ کثیر التعداد امور گفتنی کو کہہ نہیں سکتے تہے اُنکا مفہوم کوئی صورت تالیف نہیں قبول کرسکتا۔ اور
نہ سلسلہ ترتیب رابطہ کی پابندی سی بیان کیا گیا ہی آپکی خیالات کی صورت بالکل گہڑی نہیں گئی ہی
اور وہ اپنی پراگندہ و پریشان غیر متشکل حالت میں جس طرح سی کوشش کرتے اور لڑکہڑاتے ہیں اُسی طرح
بلا تصنع نکال پہینکی گئی ہیں ہمنی لفظ سادہ لوحی اور حماقت استعمال کیا ہی تاہم طبعی حماقت محمدؐ
کی کتاب کا کسی طرح سی خاصہ نہیں ہی۔ بلکہ زیادہ تر یہہ وہی صفت ہی جس میں الکتاب کو دخل ہی یہ
ایسی ہونے علم تقریر کا توجہ سی مطالعہ نہیں کیا۔ اور پے درپے غزوں کی جلدی اور بوجہہ کی باعث
تقریر مناسب تک کمال حاصل کرنیکا موقعہ نہیں پاسکا۔ آپکی یہہ حالت ہی کہ گویا کوئی انسان جان بری
اور نجات کے لئے جنگ کی شدت میں اُس تیزی اور روکے ساتہہ کوشش کر رہا ہی۔ کہ ہانپ گیا
ہی اور دم نہیں لے سکتا۔ اسقدر شدت کی دسرگون، عجلت کہ اپنی معانی کی عین مقدار کی مطابق
آپکو الفاظ نہیں ملتے جنہیں اُنکو ملفوظ کریں۔ قرآن کیا ہی ایک انسان (روح) کی اُس حالت کی متواتر
گفتگو جسکو ۲۳ سال کی بوقلمون مشکلات کے رنگ چڑہے ہوئے ہیں۔ یہاں خوبی کے ساتہہ ادا ہوئی ہی
تو وہاں ناقص ہی۔

کیونکہ ہمیں محمدؐ کو ان ۲۳ سال میں ایک ایسی شخص کا مرکز خیال کرنا پڑتا ہی جو کلہم جنگ و جدل سی پراشوب
ہو۔ قریش اور کفار کے ساتہہ غزوات اور اپنی ہی لوگوں میں جہگڑے اور فساد آپکی پرجوش دلکی پریشانیاں
ان تمام امور نے آپکو ہمیشہ گرداب میں رکہا اور آپکی روح اس سے زیادہ آرام کو نہیں جانا ہیداری

سلہ حکمت محض است اگر لطف جہاں آفریں ✤ خاص کند بندہ مصلحت عام را ــ مترجم

کیا ہر انقدر میں ایک شخص خیال کر سکتا ہی کہ ایسے آدمی کی پُرجوش سمع جو ان موطنوں بن چکر کہا رہی ہو انکی
تفہیمکے ہر ایک پر تر کو حقیقی سماوی تجلی سمجھکر بعد اپنے دلکی تابوت اور سکینت اطمینان کو جو اسکے واسطے ایسی ضروری
تہی وحی جبرئیل معلوم کریگا - کیا مفتری ایسا ہوا ہر گز نہیں اسقدر بڑا آتشی دل جو خیالات کی عظیم ہستی کیواسطے
کہلا ہوا تہا آہستہ آہستہ کہول رہا ہو ایک ساحر کا نہیں ہو سکتا ہو - اسکے واسطے اپنی زندگی حقیقت تہی اور
اُسکی حیات ایک ہیبت ناک حقیقت اور عین الیقین مثلیت آپ میں کامل فی القصص تہی - یہہ بات ہمکو تسلیم کرنی پڑتی
ہے کہ آپ نیچر کے ایک نا تربیت یافتہ نیم وحشی فرزند تہے اور بد وی خاصیت آپ میں بہت کچھہ
ایسی موجود تہی لیکن ہم چاہتے ہیں اور نہ ہم سے ہو سکتا ہی کہ ہم اسکو ایک کمبخت مقید نان لیں اور یہہ تسلیم
کرلیں کہ وہ ایک گرسنہ طبع مفتری ہے کہ جسکے قلب میں بصیرت اور چشم میں بصارت ہی اور جو محض روٹی کے لئے
ایسی بیہودہ افترا سازی اور آسمانی دست آویزوں کی جعل سازی اور اپنے خالق اور نفس کے ساتہہ
ایسی بہاری استمراری بغاوت کر رہا ہی - ہر پہلو کو مد نظر رکہکر یہہ معلوم دیتا ہی کہ قرآن کی
خوبی اسکی مخلصانہ سادگی ہی جسنے اُسے پرجوش عربوں کی نظر میں بیش بہا بنا دیا ہی - القصہ ہر ایک
کتاب کی یہہ ہی ابتدائی اور انتہائی خوبی ہی کہ تمام قسم کی خوبیاں اسی سے پیدا ہوتی ہیں - بلکہ در پردہ
ہر قسم کی خوبی کو یہہ پیدا کر سکتی ہی - قرآنی حکایت و ملامت و شکایت اور دعوت کی پریشان
مجموعہ میں سے عجیب طرح پیچیچی اور سیدہی تیرہ سی کی آگ جسکو ہم نظم محاسن قابل بندش شعر
کے نام سے موسوم کرتے ہیں مد وجہہ کرتی ہوئی پائی جاتی ہے - اسمیں کتابکا متن (جزو اعظم) روایات
(اساطیر الاولین) سے مرتب ہی اور اس طرح پر ہے کہ گویا سخت گرم جوشی کے ساتہہ فی البدیہہ ہی وعظ
کہہ رہا ہے - آپ انبیا کے پرانے قصوں کی عربوں کی یاد کے مطابق ہمیشہ عود کرتے ہیں کیسے نبی بعد نبی
مثلاً ابراہیم پیغمبر خلیل اللہ - ہود پیغمبر - موسیٰ پیغمبر (کلیم اللہ) عیسائی اور دیگر سچے اور جہوٹے
انبیا اس امر یا اُس قسم کے پاس انسانوں کو انکے گناہوں سے ڈرانے کے واسطے آئے اور اُن کے ساتہہ بھی
وہ ہی سلوک کیا گیا جو خود محمدؐ کے ساتہہ کیا گیا[1] - یہہ ہی امر آپکے لئے بڑی طمانیت کا موجب تہا
ان امور کا تکرار آپنے دس شاید بیس دفعہ کیا ہی - پہر پڑہا کتا دینےوالی غور تکرار سے انکو دہرایا ہی - اور انکا
بار بار بیان کرنا کبہی ختم نہیں کیا - کیا ایک بہادر سموال جانسن[2] اپنے تنہا بالاخانہ میں مصنفوں

[1] اشارہ ہی طرف آیت شریف وما یاتیہم من نبی الا کانوا بہ یستہزءون ۔ وما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزءون -

[2] یہ [illegible] کو [illegible] میں پیدا ہوا - ایل ایل ڈی کا ڈگری حاصل کیا - لندن میں [illegible] کو مرا - بڑا بہاری صاحب تصنیف ہوا ہے - تحقیقاً [illegible] میں تصنیف کی ہیں - اخبار [illegible] ایک ہفتہ وار رسالہ [illegible] کے نام سے شائع کیا اور [illegible] رسالہ [illegible] جاری کیا [illegible] اور [illegible] و [illegible] انگریزی زبان کی ڈکشنری لکہی - اسکی اور تصانیف بہی بڑی ضخیم اور مشہور ہیں -

کی سوانح عمری اُس طرح سے مطالعہ کر سکتا ہے۔ قرآن شریف کا بڑا اصل اصول یہہ ہے۔ لیکن یہہ بڑی حیرت انگیز بات ہے کہ اس تمام میں سے ایک حقیقی سوچنے اور دیکھنے والا کا جلوہ علی التواتر نظر آتا ہے۔ اس محمدؐ کی نگاہ حقیقتاً اس عالم کے فایدے کی طرف ہے جس چیز کی جانب اُسکا اپنا دل کھولا گیا ہے اُسکو ایک یقینی اور بلا واسطہ اور نا ہموار شدت کی ساتھ ہمارے قلبوں میں بھی پہونچا دیتا ہے۔ بس آپ کی اُن ثناہائے الٰہی کا مداح نہیں ہوں جو اللہ کی اور بھی بہتوں نے حمد و ثنا کی ہیں۔ میری رائے میں اکثر ہا عبرانی سے لیگئی ہیں اور بطریق تنزل بھی وہ عبرانی میں بڑھ چڑھکر ہیں اور ان پر سبقت رکھتی ہیں۔ لیکن جو مجھ اعلیٰ درجہ کی دلچسپ بات معلوم ہوئی ہے وہ وہ نگاہ ہے جو اشیا کے معارف میں جا گھستی ہے اور انکی حقایق کو جا دیکھتی ہے۔ یہہ اُس عظیم الشان نیچر کا عطیہ ہے جو وہ سبکو بخشتی ہے اور جسکو ہزار میں سے صرف ایک اندوہگین دل کے ساتھ نہیں پھینک دیتا ہے اسکو میں نظر کی صفائی کے نام سے پکارتا ہوں اور یہہ ہی قلب مخلص کی چمک ہے۔ محمدؐ میں معجزہ نمائی کی طاقت اور قوت نہیں ہے وہ اکثر اضطرار کے ساتھ جواب دیتا ہے کہ میں معجزہ نہیں دکھا سکتا ہوں۔ میں کیا ہوں؟ میں خلق کے لئے واعظ عام ہوں[1]۔ اور اس مسئلہ کو تمام مخلوق کے ذہن نشین کرنے کے واسطے مامور ہوا ہوں۔ جہاں تک ہم دیکھہ سکتے ہیں یہہ عالم ہی آپکو قدیم سے حقیقتاً ایک جلیل القدر معجزہ نظر آتا رہا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ اس دنیا کی طرف دیکھو کیا یہہ ایک عجیب فعل خدا نہیں ہے۔ اگر تم چشم بینا رکھتے ہو تو یہی تمہارے حق میں آیت اللہ ہے۔ خدا نے یہہ زمین تمہارے واسطے بنائی۔ اُس میں راستے معین کئے۔ تاکہ تم اُس میں رہو سہو اور اس پر چلو پھرو[2]۔ عرب جیسے خشک ملک میں بادل ہی حیرت افزا ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ بڑے بڑے ابر اُس اعلیٰ ترفضا ے غیر متناہی کسی شکم عمیق سے پیدا ہوکر کہاں سے آتے ہیں! وہ کتنی بڑی بڑی ہیبت ناک عفریت وہاں معلق ہیں۔ اور اپنی بارانی سیلاب اس واسطے برساتے ہیں کہ مردہ زمین میں جان پھر آ دے۔ اور گھاس اُگتا ہے اور دراز قامت۔ بیخ دار درختان کھجور کی ساتھ خوشنے کے

---

[1] اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۰

[2] اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ مَھْدًا وَّجَعَلَ لَکُمْ فِیْھَا سُبُلًا لَّعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ ۰ وَالَّذِیْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتَةً۔ وَجَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الْفُلْکِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْکَبُوْنَ ۰ الجزو ۲۵ — الزخرف مترجم

کہو-لنگ ہوئیں-کیا یہہ ایک نشان نہیں ہے-تمہارے مویشی بہی تمہارے لئے سدہے
بنائے ہیں-کیسے مطیع اور صم و بکم مخلوق ہیں-دکیسے عجیب الخلقت ہیں، گہاس انکو ذریعہ
سے دودہ کی صورت میں متغیر اور مبدل ہوجاتا ہو-اورتم ان سے اپنی پوشش کے سامان
تیار کرتے ہو-ایسی عجیب الخلقت مخلوق کہ وہ شام کو پرے باندہ باندہ کر گہر آجاتے
ہیں-اور پہر آپ فرماتے ہیں کہ وہ تمہارے لئے بطور ساکہہ ناموری کے باعث ہیں!"-
جہاز جنکا آپ بار بار ذکر کرتے ہیں-کیسے بڑے بڑے مہیب کوہ ہالے رواں- اپنے
پار چاتے پروں کو پہیلائے ہوئے پانی میں سے پہاندتے ہوئے چلے جاتے ہیں-
بادآسمانی اُنکو ہانکے لی جاتی ہے-دفعتاً وہ بے حس وحرکت رہ جاتے ہیں-خدا
نے ہواکو روک لیا ہے-وہ مُردے کی طرح پڑے ہوئے ہیں-اورحرکت نہیں کرسکتے
معجزے آپ فرماتے ہیں-کس قسم کے معجزے تم مانگتے ہو! کیا تم خود معجزہ نہیں ہو-
خدا نے تمکو بنایا-ذرہ سے گارے دکہنی مٹی سے تمہاری شکل بنائی- تم کبہی بچہ
تہے-اور تہوڑے ہی سال کا ذکر ہے کہ تم بالکل بچے ہی نہیب-تمہیں حسن-توانائی-
اور قوت متخیلہ عطا کی"- تمکو ایک دوسرے پر ترحم آتا ہے" پیرانہ سالی تمپر آجاتی ہے-اور تمہارے
بال سفید ہوجاتے ہیں-تمہاری توانائی گہٹ گہٹ کر ناتوانی رہ جاتی ہے بیمار تم
ضعیف ہوجاتے ہو اور پہر تم ہو ہی نہیں! تمہارے ایک دوسرے پر ترحم کرنے نے
مجہوا پہنیو میں ڈال دیا ہے - خدا کے اختیار میں تہا-کہ تم کو ایک دوسرے کی ہمدردی سے
محروم پیدا کرتا-دسمجہو پہر کیا حال ہوتا-یہہ ایک بڑا راست خیال ہے-بلکہ حقیقت
الاشیاء میں نگاہ اولین ہے-ذکاوت شاعرانہ کے آثار نمودار جو سب سے اچہی
اور سچی ہیں-وہ اس انسان میں نمایاں ہیں-آپکی ناآموختہ جودت طبع بڑی زبردست
چشم بصارت اور قلب بصیرت دونوں رکہتی تہی- ایسے زبردست پُرجوش مرد تہو-
(اگر چاہتے) شاعر-بادشاہ-قیس یا ورجیسا پیر رہ بننا چاہتے بن سکتے تہو-آپکی

آنکھوں میں یہ دنیا تمام تر ایک معجزہ دکھائی دیتی تھی۔ آپنے وہی چیز دیکھی جسکو جیسا کہ ایک
دفعہ پیشتر ہی بیان ہوا۔ تمام بڑے بڑے غور کرنیوالے خود شائستہ اہل سکینڈنیویا کسی نہ کسی صورت
سے دیکھ پاتے تھے ڈھب نکال لیتے ہیں۔ اور وہ یہہ ہے کہ یہہ ایسی ڈھولنی دکھائی دینے
والی مادی دنیا فی الحقیقت اصل میں ہیچ اور بے دار و ہے اور خدا کی ذرہ حضور کا دیدنی اور
محسوس ظہور ہی۔ اس غیر محدود جوکے شکم پر عکس معلق ہو اور اسکے ماسوا ہیچ نہیں۔ آپ
فرماتے ہیں یہہ جبل۔ یہہ بڑے بڑے چٹان دار کوہستان یہہ بادلوں کی مانند منتشر
ہو جاوینگے اور بادلوں کی مثل اس فضائے نیلگون اور چرخ کبود میں پھیل کر مل جاوینگی
اور معدوم ہو جاوینگے۔ سیل کہتا ہے کہ آپ زمین کی شکل و تصویر عرب کی طرز بیان کے
مطابق ایک بڑے غیر محدود میدان کی مثل یا زمین کی کف دست چٹیل قاب کی مثل کھینچتے ہیں
اور اسکے اوپر قیام اور برقراری کے واسطے (سمجھائے) کوہ لگائے ہوئے بتلاتے ہیں۔ یہ یوم
اخیر (روز آخر قیامت کو) یہہ ابروں کی طرح نیست و نابود ہو جاوینگے۔ اور تمام قطعہ ارض گھومتی
اور چکر لگاتی ہوئی (ہمہ تن) تباہی میں جا پڑیگا۔ اور مثل گرد و غبار اور بخارات کے خلا میں مستحیل ہو جاویگا
جب اللہ اپنا یہ قدرت پیچھے ہٹا لیتا ہی تو عالم موجودات وجود سے عدم میں آجاتا ہی۔ اللہ کی یہ عالمگیر
سلطنت اور ناممکن البیان سطوت۔ جاہ و حشمت اور غیر مسمی ہیبت کی ہر جا حاضر باشی ہر ایک
قسم کی تمام اشیا پر آپکی ظاہر تھی۔ جوہر اور حقیقت کی مثل اس انسان کے سامنے ہمیشہ صاف صاف ہویدا تھی
یہہ چیز ہے جسکو حکیم حال (جدید) قوائے فطری اور قوانین نیچری کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔
اور معارف الٰہی کی صورت میں بیان نہیں کرتے اور نہ نیز اسکو ایک شے ہی سمجھتے ہیں بلکہ اسکو اشیا کا ایک
ایسا مجموعہ سمجھتے ہیں جو ربانی ماہیت سے بالکل جدا ہی اور قابل فروختنی سا مجموعہ تماشا اور جہاز چلا کھیلنے
بیٹھا ہی۔ اپنے علوم و فنون اور کتب مخزن العلوم کی موجودگی میں اپنے ان کارخانوں کی درمیان اس
ربانیت کو ہم بہولا دینے کے عادی ہو گئے ہیں۔ اسکو ہمیں فروگذاشت نہیں کرنا چاہئے۔ اگر اسکو
ایک دفعہ بالکل بہولا دیا جاوے تو اسکے بغیر میرے علم میں کوئی ایسی شے نہیں جو یاد رکھنے کے قابل ہو

ئے وَیَوۡمَ یُنۡفَخُ فِی الصُّوۡرِ فَفَزِعَ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَنۡ فِی الۡاَرۡضِ اِلَّا مَنۡ شَآءَ اللّٰہُ ؕ وَ کُلٌّ اَتَوۡہُ دٰخِرِیۡنَ ۝ وَ تَرَی الۡجِبَالَ [illegible]

ہیں جن ایام میں اکثر علوم و فنون بالکل مُردہ و پژمردہ تھا نہ عمدہ فنیہ اور تہذیب سست تھی اور اسکی
ایسی حالت تھی، جو اونٹ کتارا کی گذشتہ خزاں میں تھی۔ اسکو بغیر عمدہ سے عمدہ سامان چوب خشک
و مردہ بیکی مانند ہی اور وہ اُس نشو و نما پانیوالی درخت اور ترقی کرنے والی جنگل کی مانند نہیں ہے۔ جو علاوہ
اور چیزوں کے ہمیشہ قابل عمارت لکڑی بہم پہونچاتا رہتا ہی۔ بجز اسکی کہ انسان اسکی ی صورتوں سے پرستش
کری وہ اسکو سمجھ بھی نہیں سکتا۔ بصورت دیگر اسکا علم (بے عمل) سراسر تفاخر اور اونٹ کتارا کی
مثل بے جان ہی ۔

اسلام کی میل الی الشہوات کی نسبت بہت کچھ تقریریں اور تحریریں ہوئی ہیں اور یہہ اعتراضات انصاف
کی حد سے بڑھکر ہیں وہ اجازتیں جو ہمکو صحیح معلوم دیتی ہیں اور جسکی پروانگی نبی عربی نے دی وہ خاص انکی
ایجاد نہ تہیں انہوں کی ان باتوں کو قدیم سے مروج اور غیر معیوب پایا۔ مگر انہوں نے جو کچھ کیا وہ یہہ کیا کہ انکو
روک دیا نہ صرف ایک ہی طرف سے بلکہ کئی پہلو سے۔ آپکا مذہب آسان نہیں ہے جس میں مشقت وہ روزہ۔ غسل
وضو۔ نہایت پیچیدہ سوال۔ روزہ و پنج وقتی نماز اور شراب سے پرہیز و اجتناب ہے۔ لہذا وہ آسان مذہب ہے جسکی رحم
سے کامیاب نہیں ہوا" (اس الزام سے یہہ ظاہر ہوتا ہی کہ گویا کوئی مذہب مقدس متعلقہ مذہب سے کامیاب ہوسکتا ہی
یہہ انسان کے حق میں طفلانہ ہجو ہی کہ وہ اُس دنیا۔ یا عالم آخرت میں تن آسانی عشرت کی اُمید اجر کی لالچ اور کسی قسم
کی شیرینیوں کی توقع پر ایسی دانشمندانہ نیکو کاری مستعد ہوگی۔ حقیر سے حقیر انسان میں ملکۃ الذات بالطبع الحقیقت
میں بھی شریفانہ بیشتر اور خصلت ہوتی ہی۔ بیچارہ قسمیں کیا کرکالی بکنے والا سپاہی کو بھی جو نشانہ توپ و تفنگ
ہونیکے واسطے اپنی جان کا ایثار دیدیتا ہی۔ قواعد کی قوانین اور روزانہ شلنگ کی آمدنی کی سوا۔ تمغۂ و سینہ
سپاہ گری کا خیال دل میں ہوتا ہی۔ آدم کے ازل سے ازل فرزند کی دل میں یہہ غیر معلوم و گدگی میٹھی میٹھی چیزوں کی خوشی
کیواسطے نہیں ہوتے بلکہ عمدہ اور حق کام کرنے اور زیر آسمان خدا اور دی اپنے تئیں انسان مخلوق ثابت کرنیکو لئی
ہوتی ہی اُسکا راستہ بتلا دو تو کاہل سے کاہل مزدور بھی مشتعل ہوکر ہیرو بنجاتا ہی وہ لوگ انسان پر ظلم کرتے
ہیں جو یہہ کہتے ہیں کہ وہ عیش کی لالچ سے بہلایا جاسکتا ہی۔ دقت و دشواری۔ ترک لذائذ نفسانی۔ شہادت
اور موت وہ تحریصیں اور ترغیبیں ہیں جو انسانی قلب پر متاثر ہوتی ہیں۔ انسان کے اندرونی قواء مردانگی کو
اشتعال دو تو ایسا شعلہ پیدا ہوگا جو تمام سفلی خیالات کو بھسم کردیگا۔ پس عشرت نہیں بلکہ چیزیں اعلی تر ہی
ہر ایک شخص اقوام عیاش و ذلیل میں بھی بد اعمال و امثال ذالک کا خیال موجود ہے۔ ہر ایک مذہب ہر دل کی خفتہ
ہمت مردانہ کو بیدار کر کسی پیرو حاصل کرسکتا ہی بدرکہ تعلق شہوات سے ہرگز نہیں
محمد صاحب تہ جہاں تک انکے حق میں گنجائش بیان ہی۔ انسان شہوت پرست نہ تھا۔ آپکی نسبت یہہ گمان کرنا

اور آپ ایک معمولی نفس پرست عیاش کی طرح - عیش و طرب پر جہد رشید اتھے نہیں نہیں بلکہ کسی قسم کی
تعیش پر مائل تھے۔ تماش قطعی تھے۔ آپکے گھر میں اصول سعی کی کفایت شعاری ہوتی جاتی - جو کی سوکھی روٹی
آپکی معمولی غذا تھی کبھی کبھی آپکے چولہے میں ایک ایک مہینہ برابر آگ روشن نہوتی تھی - اسباب کو مورخوں کی ساخت
ذکر اور قلمبند کیا ہے کہ حضرت اپنی نعلین آپ گانٹھ لیتے تھے - اور اپنا جبہ مبارک خود مرمت کر لیتے تھے -
آپ ایک محتاج غریب - سخت شفیق - بے ساز و سامان آدمی تھے جنکی کیواسطے دہقانی آدمی مشقت
کرتے ہیں ایسی بالکل بے پرواہی - مجھکو کہنا پڑتا ہے کہ آپ بڑے آدمی تھے اور آپ میں ہر قسم کی بزرگی سے بڑھکر ایک بڑے
صفت موجود تھی - مورخ پر جوش عرب جو ۲۳ سال تک آپکے زیر فرمان لڑتے رہے - اور ہمیشہ آپکے قریب تر
ایسے مصاحب بنے رہے کہ دھکا پیل تک نوبت پہونچ جاتی رہی - آپکی اسقدر تعظیم و تکریم نہ کرتے۔ وہ
لوگ وحشی تھے اور ہر قسم کی خونخوار اخلاق کے ساتھ جھگڑوں میں کمال پڑنا انکا کام تھا - اُنپر حکمرانی کرنا
بغیر قابلیت صحیحہ اور شجاعت واقعیہ محال تھا وہ اُنکو پیغمبر کہکر پکارتے تھے کیا تم یہہ کہتے ہو؟ کیوں وہ اُنکو
رو در رو کھڑے ہوتے تھے اور ایسے دو بدو رو کہ کوئی حجاب بیچ میں تھا اور نہ بعید از عقل تھی۔ تر لباس سے ملبوس ہوتے
تھے اپنی قبا کو سب کے سامنے پیوند لگاتے اور اپنی جوتیاں خود مرمت کرتے - جنگ و جدل کرتے۔ انکو ساتھ
مشورہ کرتے اور انکو حکم دیتے - ان لوگوں نے ضرور دیکھ لیا ہوگا - کہ وہ کس قسم کا انسان تھا - اب ایسے
آدمی کو جو کچھ تم چاہو کہہ لو - آپکے فرمانوں کی تعمیل ایسے گانٹھے ہوئے جبہ میں جیسی ہوتی تھی - ویسی کسی
شہنشاہ تاجدار کے احکام کی نہیں ہوئی - تیس سال کے واقعی خطرناک امتحانوں میں میں آپ میں
یہہ وصف بذاتہ دیکھتا ہوں جو ایک حقیقی ہیرو کے بننے کیلئے لازمی ہے - آپکے دم واپسین کے الفاظ ایک
نماز تھی جو ایک ایسے دل کی ٹوٹی پھوٹی دعا تھی جو امید لرزاں کے ساتھ اپنے خالق تک پہونچنے کیلئے جد و جہد
کر رہا ہو - ہم میں یہہ کہنے کی مجال نہیں کہ آپکے مذہب نے آپکو بدتر بنا دیا تھا - کیونکہ اسنے تو آپکو بہتر سنوار دیا -
نیک بنایا نہ کہ بد - آپکے بارہ میں ایسے امور قلمبند ہیں جنسے نیک نامی پائی جاتی ہے جیسے آپکی بیٹی کا انتقال ہوا تو
جو اپنی بولی میں آپنے جواب دیا وہ ہر طرح پر انصدق و اخلاص تھا اور تاہم وہ نصاریٰ کے اس قول کی

---

۱ مسلمان تو کیا فخر کرینگے وہ خود بھی اسی سادگی کی نسبت الفقر فخری فرماتے ہیں اور دہقانوں کی طرح ترشہ پیسنا تو درکنار اگر دن بھر کی محنت و ایثار کے بعد کوئی تھوڑی سی چیز بھی آپکے پاس بچ رہتی تو رات کو رہ جانا آپکی طبیعت جود و فیاضی پر ایک بوجھ ہوتا تھا اور آپ اپنے خادم بلال بن رباح کو فرمایا کرتے تھے کہ ادحی یا بلال یعنی اے بلال یہ بھی کسی حاجت مند کو دیدو تاکہ اسکی حفاظت کے فکر سے آرام پاؤں مترجم

۲ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ سورہ آل عمران کی ایک ہی جملہ نے عالم میں حکومت شخصی کی بنیاد گرا کر جمہوری یا پارلیمنٹری گورنمنٹ کی بنا قائم کردی - یہہ وہ اسی کے مقدس ہاتھوں سے تعلیم مطلق نے گرایا تھا جس کا ثمرہ ہم ایک انگریز مورخ کے منہ سے آج مزہ سے کہا رہے ہیں مترجم -
۳ اللّٰھم الرفیق الاعلیٰ وہ نماز ہے - مترجم -
۴ خاتون رقابت صاحب زادی رقیہ منکوحہ حضرت عثمان بن عفان سے مراد ہے - مترجم

کا سبھگ اور ہر کہ خدا ہی دیتا ہی - خدا ہی لیتا ہی سب صفت و ثنا اللہ کے نام کو سزاوار ہو
انہیں قبیل سید (زید) کی شہادت کے موقعہ پر جو ابہ پایا یہہ زید آپکا غلام آزاد اور ایا ہ
آسمعل میں دوسرا نمبر تہا - زید اُس غزوہ تبوک میں جو یونانیوں کے ساتھ پہلا جنگ تہا
کام آیا - محمدؐ نے فرمایا کہ خوب ہوا زید نے اپنے مالک کا کام کر دیا اور زید اب اپنے مالک کے پاس چلا گیا - یہہ
زید کے حق میں بہت بہتر ہوا تاہم زید کی بیٹی نے حضرت کو اپنے باپ کی لاش پر روتا ہوا پایا اور دیکھا کہ
بوڑھا سفید ریش آدمی آنسو برسا رہا ہی - اُسنے کہا کہ میں کیا دیکھتی ہوں - تم ایک دوست
کو اپنے دوست کے سرہانے روتا ہوا دیکھتی ہو (یہہ جواباً فرمایا) اپنی وفات سے دو روز پیشتر آپ
آخری دفعہ مسجد میں گئے اور پوچھا کہ کیا کبھی کسیکو میرے ہاتھ سے ایذا پہونچی ہی ؟ (اگر ایسا ہوا
ہو) تو میری اپنی پشت کو کوڑے (عوضاً) برداشت کر لینے دو (جب کوئی آواز نہ آئی - کیا
مجہپر کسی کا قرضہ آتا ہی " - جواب میں ایک آواز آئی " ہاں تین درہم " - جو فلاں موقعہ پر قرض
لوگوں تہے - محمدؐ نے حکم دیا کہ یہہ درہم ادا کر دئے جاویں - اور آپ نے فرمایا کہ بروز جزا
(یوم الدین) شرمساری اُٹہانے سے آج شرمندہ ہو لینا بہتر ہے " تمہیں حضرت خدیجہ کا
قصہ اور " اللہ نہیں " کا حال تو یاد ہی ہی - اس قسم کی خصوصیات آپکو وہی شخص ثابت ہم سب کا
بہائی جو بارہ صدی سے برابر نمایاں ہی اور ہم سب کی والدہ کا حقیقی سچا بیٹا ہے ہمیشہ ثابت کرتی ہیں
معنًا میں محمدؐ کو اسواسطے چاہتا ہوں کہ آپکی تقریر تصنع اور تزویر سے بالکل مبرا ہی - آپ اکثر اپنے آپ
معہ کرمو الی اسیر ویرانہ تہے اور آپنے کبھی اپنی تیئں معظم ظاہر نہیں کیا - جو آپ حقیقتاً نہ تہے یعنی آپکا ظاہر باطن
ایک تہا - آپ نے کبھی بغرض خود نمائی تفاخر نہیں کیا اور نہ کبھی بعید از مناسبت
الحاح اور لجاجت کی - وہ اپنے ہاتھ سے پیوند کئے ہوئے جبہ اور نعلین پہن کر نکلتا اور
دانا ئے ایران اور غسریان یونان سے صاف سیدہی گفتگو کرتا کہ وہ کس بات کی
تعمیل کے لئے مامور ہیں اور اپنی نسبت بخوبی جانتے تہے کہ کون کس ادب کا مستحق ہی "
بدووں کے ساتھ جس قدر شدید جنگ وجدل ہوئے - اُن میں بیرحم ظلم و آمد سے گریز

نہ تہا لیکن نہ اشتعال رحم کی بہی کمی تہی اور اصل ہمدردی طبعی اور فیاضی جبلی کی کسر
تہی۔ نہ آپنے اس بیرحمی کی نسبت عذرخواہی کی ہے اور نہ اس ہمدردی اور فیاضی پر
نازہی کیا ہے۔ اُن میں سے ہر ایک فعل اپنے اپنے موقع کی ہدایت کے مطابق
کیا کیونکہ اُسکی اُس جگہ اور اس موقعہ پر ضرورت ہتی۔ آپ چرب زبان سخنوری
نہ تہے اگر موقعہ پڑجاتا تو خالص غضب بہی آجاتا اور باتیں چہپا کر کرنا تو آپ جانتے
ہی نہ تہے۔ غزوہ تبوک[1] وہ جنگ تہا جسکا آپ بار بار ذکر کیا کرتے تہے۔ اکثروں
نے ہمراہیوں میں سے اُس موقعہ پر کوچ کرنے سے انکار کیا۔ اور موسم کی گرمی
اور خرمن کی فراہمی وغیرہ عذر پیش کئے۔ اسکو آپ کبہی فراموش نہ کرسکے تہارا

[1] غزوہ تبوک کو غزوہ عسرہ بہی کہتے ہیں کیونکہ یہ غزوہ جو نہایت تکلیف کے دنوں میں پیش ہوا۔ یہ
غزوہ بادشاہ ہرقل کے برخلاف تہا۔ مسلمانوں کی جانب سے تیس ہزار سوار و پیادہ اس جنگ
میں اس واسطے جمع کئے گئے تہے۔ کہ سنا گیا تہا۔ کہ ہرقل شہنشاہ قسطنطنیہ نے بڑی جمعیت
شام میں بہم پہونچائی ہے۔ اور فوج کے واسطے ایک برس کے خرچ کے لایق رسد جمع کرتی ہے
بنی لخم۔ و بنی جذام اور بنی عاملہ اور بنی غسان۔ عیسائی قومیں اُسکے ساتہ
شریک ہوگئی تہیں۔ ہرقل نے تازہ تازہ رومیوں پر فتح پائی ہتی اور قحط کے دن تہے
اسلامی فوج کے جمع کرنے میں دقت ہوتی۔ تبوک جو وادی القریٰ و شام کے درمیان ایک قصبہ
ہے وہاں قیام کیا گیا اور معلوم ہوا کہ جسقدر اندیشہ تہا اتنی فوج مخالف جمع نہیں۔
یوحنا بن روبہ رئیس ایلہ اور اذرح اور جربا اور مقنا کے عیسائی لوگوں نے یکے بعد دیگرے آکر
جزیہ دینا قبول کرلیا۔ اور صلح کا عہدنامہ لکہا گیا۔ اکیدر بن عبد الملک کندی رئیس دومۃ
الجندل اپنے بہائی حسان کے مارے جانے کے بعد جزیہ پر صلح کرلی۔ تبوک میں قیام کے وقت ایلچی کو
خط دیکر حضرت نے ہرقل مذکور کے پاس بہیجا۔ جس کے ایلچی سے بمقام حمص بروقت واپسی از
فتح فارس ملاقات ہوئی۔ ہرقل نے ایلچی کی بڑی خاطر اور مدارات کی۔ اس لڑائی کی تیاری کے واسطے
حضرت عمر نے بیس ہزار آدمی کا خرچ بقول تواریخ حبیب اللہ اپنے ذمہ لیا تہا اور اپنے مال میں سے
نصف دیکر چاہا۔ کہ اس موقعہ پر حضرت ابوبکر صدیق پر سبقت لیجاویں۔ جب حضرت نے ابوبکر
صدیق سے وہی سوال کیا جو حضرت عمر سے کیا تہا۔ یعنی ما ابقیت لاھلک تو بجائے جواب
کثلہ کے جو حضرت عمر نے دیا تہا آپ نے کہا ابقیت لھم اللہ و رسولہ۔ یعنی میں نے اہل و
عیال کے لئے اللہ اور رسول کے سوا کچہہ نہیں چہوڑا۔ عبد الرحمن ابن عوف نے اسی جنگ میں [illegible]
[illegible] کی [illegible] میں ستر ہزار [illegible] راہ خدا میں تصدق کئے۔ غرض ہر ایک اصحاب راہ خدا میں

غرض اسیو لیکن سو زیادہ نہ بیگا - اب اللہ آباد تک تمہارے غرض کا کیا حال ہوگا - سوسیم گرما!! ہاں واقعی گرم ہے لیکن جہنم اس سے گرم تر ہے! کبہی کبہی یہہ بیساختہ درشت طعن زبان پر آجاتا تہا - آپ کہا کرتے تہے - اس یوم کبیر کو تمہیں اپنے عملوں کے ساتہہ ماپ جزا دیجاویگی - تمہارے عمل ترازو میں وزن کیے جاوینگے اور اُنکا عوض بہی تمہیں وزن میں اُن سے کم نہ ملیگا - ہر موقعہ پر آپ اس بات کو زیر نظر رکہتے تہے - اور اسکو دیکہتے رہتے تہے - آپکا دل کبہی کبہی اُسکی عظمت سے ایسا موثر ہوجاتا تہا - کہ آپ خاموش ہوجاتے - "یقیناً" آپ فرماتے ہیں - یہہ لفظ قرآن میں بعض اوقات خود ایک کامل جملہ کے قایم مقام مستعمل ہو - یقیناً؟

اس محمد کو جوش و خروش اشتیاق و تفاخر علم آموزی بالکل نہ تہا - طاقت اور نجات فنا اور بقا - ایک ایسا معاملہ تہا جسکی آپکو بڑی دھن لگی ہوئی تہی - صنایع و فنون کا شوق خیالات دوراندیشی نفع و نقصان کی سوچ و بچار شوقینوں کیسی تفحص اور صداقت کے ساتہہ لعو و لعب کرنا

ایک دوسرے حسب مقدور بڑہتا ہی چلا تہا - حضرت کے اصحاب کبار کی جانفشانی کا مقابلہ حواریوں بنی ناصری کی ضعف ایمانی سے کیا جاوے کہ کسی نے ردو رد و لعنت سے یاد کیا - کسی نے چند درم لیکر اپنے مالک محترم کو دشمنوں کے ہاتہہ بیچ دیا - اور یہہ اُن حواریوں کا حال جنکو بہشت کے دروازوں کی کنجیاں - عطا ہوئی تہیں - اس اختلاف سے نیفان صحبت بنی ناصری و بنی عربی ہویدا ہے - اور اسی سے اُن کے مراتب میں امتیاز ظاہر ہے - لفظ جزیہ جس کی بنیاد پر متعصبین مخالفین نے بلا تحقیق کامل بہت کچہ اسلام پر اتہام میں مبالغہ کیا ہو اور جسے رائی کا پہاڑ بنا دیا ہے - اصل میں ایک بہت خفیف ٹیکس تہا جو ذمیوں سے بعوض اُن کے مال و جان و اسباب کی حفاظت کی وصول کیا جاتا تہا - یہہ لفظ اصل میں فارسی الاصل اور گزیت کا معرب ہے - اور نوشیرواں عادل کے وقت سے قوانین ممالک کو خزینہ سلطنت میں درج ہے - مسلمانوں نے جو صرف زکوۃ بیت المال میں جمع ہوتی تہی - وہ اس سے بہت بہاری ٹیکس تہا - اُسکی نسبت اگر مفصل تفصیل مطلوب ہو تو دیکہلانا مولوی شبلی پروفیسر علیگڑہ کالج کا رسالہ الجزیہ - نظامی علیہ الرحمۃ نے اس لفظ کو یوں باندہا ہے -

ہمش خاقاں خزینہ چین فرستد • ہمش قیصر گزیت دین فرستد -

مترجم

ہے۔ اِس واسطے یہہ ایک اثم کبیرہ ہے جس کی گنتی قیاس میں سما سکتے ہیں یہ کل کی جڑ ہے۔
یہہ اُس آدمی کے دل اور روح کے شامل حال رہتی ہیں جسپر معارف صداقت حقہ
کبھی نہیں کھولی گئے اور جسکی بسر اوقات محض بیہودہ عالم ظاہر میں ہے۔ ایسا آدمی صرف
جھوٹ بولتا اور بناتا ہی نہیں۔ بلکہ وہ خود ہی دروغ مجسم ہے۔ معقول اور اخلاقی
اصول جسکو جذ وہ زبانی لاز آپکو کہنا چاہیئو۔ ایسے آدمی میں ایسی گہری بیگانگی پیدا ہوئی
ہوتی ہے۔ کہ اُس کی حالت عالم سکتہ کیسی نہیں ہو [illegible] جاتی ہے۔ ایسے آدمیونکی راستیاں
کی نسبت محمدؐ کے عین کذب بھی افضل ہیں۔ ایسا آدمی گندم نما جو فروش غیر مخلص ہے
بظاہر آراستہ اور مہذب بعض اوقات و مقامات میں قابل وقعت و عزت بے ضرر۔
کسی سے سخن درشت نہیں کہتا۔ اور نہایت ستھرا۔ اُسکی مثال کاربانک ایسڈ
کیسی ہے۔ جس میں موت اور زہر دونوں ہیں۔

ہماری یہہ آرزو نہیں ہے۔ کہ محمدؐ کی اخلاقی تعلیمات کی ایسی مدح کریں کہ ہمیشہ اُنکو اعلیٰ قسم کی
جتلائیں۔ تاہم ہم یہ بات کے کہنے کا امکان ہو کہ اُنمیں استمراراً بھلائی اور صلاحیت کی جانب
میلان پایا جاتا ہو اور نیز یہ کہ وہ اُس دل کے اشارات و احکامات ہیں جسکا مدعا انصاف و حق
ہے۔ نصرانیت کی عالیقدر اور بلند نظر عفو کہ جب کوئی تیری ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسری بھی
پیش کر دو۔ اسلام میں نہیں ہی۔ بلکہ تم اپنا انتقام لو۔ لیکن مقدار میں ٹھیک اُتنا ہی۔ نہ
اُس سے زیادہ بالفاظ دیگر بڑھ کر۔[1] برعکس عیسائیت ہر ایک جلیل القدر ملت کی مثل اور جوہر انسانی
میں تعمق فطرتی کے باعث۔ انسانوں کو کامل مساوات سکھلاتا ہی سا میں ایک مومن کی جان تمام

له اِس وجہ سے آیت شریفہ وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به لیکن اس آیت میں صبر اور عفو
کی تاکید بموجب عوارد الہامی موجود ہو ولئن صبرتم لهو خیر للصابرین اور دوسری جگہ فمن
عفی واصلح فاجرہ علی الله ۔ فرمایا عفو اور صلح کو انتقام مناسب پر ترجیح دے دی ہے۔ چونکہ
ملت محمدیہ تمام ہے اُسکے اوامر میں بھی عمومیت رکھی ہے۔ مسئلہ عفو بعض کو [illegible] والکاظمین الغیظ
والعافین عن الناس ہے عمل کر سکتے ہیں لیکن [illegible] طبیعتوں سے اس پر عمل محال تھا چونکہ شارع امت
محمدیہ علیم و خبیر حکیم [illegible] اپنی بنا [illegible] کی فطرتی [illegible]
[illegible]
کیونکہ زہریلی چیزوں سے خالی ہیں۔ مترجم [2] موعظة الغم۔ مترجم

دنیاوی سلطنت کے بادشاہوں نے وقعت رکھی ہے جو ہمیشہ اسلام میں تمام انسان مساوی المرتبہ ہیں۔ محمد کا کلام
حیوانات کی مناسبت پر نہیں لیکن اسکی عورتوں سے مینت پر اپنی شرع میں جو تعلیمات ذہن ہو اسکی حد بندی
کردی اور اگر آپ اسمیں گذشت کرو تو اسکا تمکو خمیازہ اٹھانا پڑیگا۔ سچا ایک انسان کی ساری عمر
کا عشر عشیر وہ کتنا ہی مخلص ہوں ان لوگوں کا ملک پیچھے جنکا معصیت اور محتاج امانت ہیں یہ تمام ہمارا ہی ہے
پھر کو ہمیں نہ صحرائی کے قلب میں انسانی ہمدردی و لسوزی کے عدل مساوی کی ایک فطری آواز ایسی ہوا اسکے
نکل رہی ہے۔ محمد کی جنت کا میلان یا شہوت پرستی اور جہنم کا رجحان بھی مگر نفس کی سستی ہو اور ان دونوں میں
وہ چیز فانی ہے جو ہمارے روحانی دنیا کو مسند پہ چھائی ہو لیکن ہمیں یہ کہنا چاہیئے کہ یہ باتیں عرب میں پیشتر بہی ایسی
ہی تہیں محمد نے جہانتک تغیر و تبدیل کا کام لیا ہے اسمیں اصلاح اور نقشہ کو بدتر بلکہ بدترین خطوط نفسانی کو علما
اور پیرو نکی سرگرمی میں آئی ہے۔ قرآن مجید میں نعمات جنت کا ذکر بہت ہی کم ہے اسکو تکرار سے اور اشارات زیادہ
ہیں لیکن اسکو بہی نہیں بھولنا چاہیئے کہ جنت میں بہی افضل النعم تجلیات ربانی ہونگی اور رب الاعلیٰ کا دیدار بیک
اور حضور میں تمام دیگر نشاطوں اور انبساطوں پر فوقیت بعید و رب لیجائیگا آپ نے فرمایا ہے کہ تم تو ملاقات ایکدوسرے پر سلام
جسکے معنی ہیں تمکو سکینت اور ایمان نصیب ہو ایمان نصیب! یہ وہ چیز ہے کہ جسکو تمام دنیا کی معقول اشخاص اس بنا پر نعمت سمجھتے ہیں
رائیگاں آرزو اور جستجو کرتے ہیں تم کرسیوں کے اوپر ایکدوسرے کے بالمقابل بیٹھو گے۔ اور تمہارے دلوں سے تمام بغض و کینہ
اٹھا لئے جاوینگے۔ تم سب اتم ایکدوسرے کو بیت چاہو گے ہر ایک تم میں سے اپنے بھائی کی آنکھوں میں بہشت کا حال دیکھیگا
جنت کی میل الی الشہوت اور محمد کی عیش پرستی پر بہت سے بار ہیں کچھ قابل اندراج تہا جسکی یہاں گنجایش نہیں ہے۔ یہ باتیں ہمارے لئے
دنیا و مافیہا کو اور تلخ ہی چیز بنا دیں۔ دور یا کہ کمزور اور انکی بعد اسکو تمہاری قلب صفائی چھوڑ دو گے پہلو پیارے کا سامان مجھکو تو بہت
ملا ہی گو یہ ایک معمولی اشارہ ہے لیکن میری رائے میں ناگوار پیش کرنے اور یاد رکھنے کی قابل ہی۔ مسز اینی بیسنٹ کی ایک نفیس تذکرہ میں
اسکی کتاب ہے ان تونکی ایک ایسی ہی مثال ہے جسکی طرف ہمیں اشارہ کرنا ہی ایک تبرہ یہ ہے کہ انکا ایک نتا ہی کہ ہم جو تمہیں
کرتے ہیں قبیلہ میں ہر ایک بشر پہنچ تیس ایک مخلص حد میں محدود کی ہو حالت میں اپنی مرضی کے مطابق کر ہو اور پہنچ کر اس
بنا پر کفر میں پر مجبور کرنے جو اسکے ملک کو ناموزوں ہیں تب ہم اسکے اسباب میں بہی وہ زینہ افتیارات عمل ایسا نکی اعانت
صد بجنسہ مجھے اسمیں کچھ علمی وحدت اور مناسبت نظر آتی ہے خوش گوئی نہیں سے محفوظ ہو مضبوط کریگی بلکہ

نزدیک بلکہ برائی سے بچیں کہ اپنی اخلاقی زندگی کا سلسلہ جاری رکھیں یہ معنی ہاں البتہ آدمی کو جنت کی خواہش ہوتی ہے کہ میں اپنی حالت پر حکمران ہوں اور اخلاقی شجاعت اور جگر پر انکو زیادہ کہہ سکتا ہوں یہ ایک بڑا عمدہ قانون ہے سامعان ملت محمد کا بلکہ خود محمد کی حیات میں مثلاً ابو الصدیق کی سی جگہ سے اپنی خود اندیشی اپنی اخلاقی ترقی کو ان دو مرحلوں پر اسکا علم بھی دیتا تو ایک خاص صحت بخش پیدا شعور بھی ہوتی ویسا ہی اور اچھا ہے۔ لیکن محمد کا جنت اور دوزخ کے بارہ میں ایک امید قائل کر ہو کیونکہ جو کثیف اور مادی کیوں نہ ہوں تاہم یہ کہنا ہی حق کی علامات ہیں جنکو کسی کتاب میں ہے ایسی خوبی سے یاد نہیں کیا گیا آپکا کثیف شہوت انگیز بہشت وحشتناک دوزخ اور بڑا عظیم سزا جزا کا اعتبار اسی پر آپ اصرار سے بیان فرماتے ہیں بہت کچھ در اصل کیا ہی کہ یہ شائستہ مبدء خیال اور گمان میں اس جلیل القدر معانی حق کا پر تو اور عکس ہے اور حقائق کا وہ اظہار جس کا جاننا اور احساس کرنا ہمارے ہی حق میں ہو کیا دین کی غیر محدود تجربہ ہے کہ انسان کے اپنے اعمال اسکے حق میں ہر بھی ضروری ہیں نہ وہ ہرگز مرنے میں ختم نہیں ہو جاتے یہ کہ انسان اسی جہان کی عمر میں ایسا عروج حاصل کر لیتا ہے کہ ملائکہ تک پہنچ جاتا ہے اور بصورت تنزل قعر نکبت میں ہاویہ تک جا لگتا ہے۔ یہ سب کچھ پس صحرائی عربی کے سامنے بہشت نیکی کا حور اور شعلوں کی لپٹ سے روشن تھا شعلہ اور برق میں آ اسکے سامنے منقش ہے۔ اور اسکو وہ بہیبت ناک اور ناممکن البیان صورت میں دم اعظم۔ اخلاص شگفتہ اور غضبناک شکل میں محمد اسکی کبھی پر پوش بناتا اور کبھی صوت سے ادا کرتا ہے اور اصول میں کرتا خیال سمجھ کر وہ آپ بیان کرنے کی کوشش کرتا ہے اور دوزخ اور بہشت کا لباس پہنا کر اسکی تقریر کی صورت نکال لیتا ہے جس پیرایہ میں ہو سو اگر وہ یہ ال الحقایق ہی کوئی جا اسکو پہنا دیتا ہے بل تعظیم تکریم ہوسکے بہرنگی کہ خواہی جامہ می پوش۔ من انداز قدرت را می شناسم۔ دنیا میں انسان کی بہاری غلطت غافل کیا ہی؟ محمد نے اس اک ایسا احسن جواب دیا ہی کہ ہم میں سے بعض کو شرمندہ کردیا ہی۔ آپ بینتھم[1] اور پیلی[2] کی طرح صواب و ناصواب۔ صحیح و غلط الفعال علم کی بحث نہیں چھیڑتے ہیں نہ انکی نفع ونقصان کا حساب لگاتے ہیں اور نہ یہ بیان کرتے ہیں کہ آخری خوشی کس میں

---

[1] جرمی بینتھم قصبہ ہونڈ سڈیچ کے ایک وکیل کا بیٹا تھا ۱۷۴۸ء میں پیدا ہوا اور پچیس برس کی عمر میں فیلسوف کا نام حاصل کیا۔ کیونکہ سطالعہ کتب کا اسکو بڑا شوق تھا۔ ایلفنسٹن کوئینس کالج میں تعلیم پائی وکالت کے پیشہ کو اس واسطے ترک کیا کہ اس میں موکلوں کے ساتھ بڑے بڑے افترا کئے جاتے ہیں۔ اور ان سے بہاری بہاری محنتانہ وصول کئے جاتے ہیں۔ پیشہ وکالت کو خیرباد کہکر جو کوشش حکمرانی کی اصلاح کے در پے رہا۔ اسکے فلسفہ کا خلاصہ یہ ہو کہ تمام انسانی افعال و اخلاق کا مدار ... ہے اسکی لاش وصیت نامہ کے مطابق مسالہ لگا کر معمولی پوشاک پہنائی ہوئی یونیورسٹی کالج میں اسی طرح رکھی ہے کہ گویا آپ بیٹھے ہوئے ہیں۔ مترجم

[2] ڈاکٹر ولیم پیلی ۱۷۴۳ء میں پیدا ہوا۔ ۱۸۰۵ء میں مرا۔ علم فلسفہ اور الہیات کا بڑا ماہر مصنف گذرا ہے۔ مترجم

زیادہ ہو اور صحیح اور تعریف کے قابل ہے جسم جو آدمی جو کچھ کرتا ہے وہ پوچھتے ہیں کہ کیا اخلاق اور تمدن کا پابند من حیث المجموع بہت بھلا ہی ہے یا نہیں۔ ہرگز نہیں کیونکہ نہیں ہے کسی عمل کو دوسری پر فوقیت نہیں ہے۔ اگر آپ سچ جانتے تھے کہ زندگی کی ترقی کو اور بہشت کو منع ہو۔ پس پہرہ مقصد میں عمل کی کوئی وزن نہیں ہے اسکا [illegible] ہو یا نہ ہو پھر اسکو دائمی نعمت الشرقیہ [illegible] کیونکہ ایک انسان کے لیے [illegible] ہو اور دوسری کو [illegible] دی ہیں۔

تنہا منقلب نفع یا استفادہ نیکی ہو جو ثمرہ حسنات نفع و نقصان سے معلوم ہو۔ یہ نہ ہو کہ ایزدی کو ایک اکبر اور مفسدہ انجیل مدعیہ پر مشتمل کر دیتی ہو اسلام کی اس روح کو جسکا دلی اصلی غیر محدود تھا اعلیٰ ہو گیا اس لئے اور نشانات کی تردد اور [illegible] حقیقت [illegible] کا شمار دیتی ہو۔ اگر کوئی ہم سے پوچھے کہ اس [illegible] مقدسات کا [illegible]

اور جو نقشہ کھینچا ہے محمدؐ یا انہوں (مسلمان) [illegible] سے تو ہم جواب دینگے کہ افسوس محمدؐ نے نہیں! ہم پھر یہی کہینگے۔ کہ ملت محمدیہ میں من حیث المجموعی ایک قسم مذہب عیسوی کی ہو اور چند [illegible] اعلیٰ ہو اسکی خیر فالعمل [illegible] ایسی [illegible] کہ اسکی نقش [illegible] اس کا محتمل اور پوشیدہ نہیں کر سکتی۔ محمدؐ نے اہل سکینڈ نیویا کے [illegible] المعروف و [illegible] کی [illegible] و منزلت بڑھا کر اسکو [illegible] پر پہنچا دیا ہے اور [illegible] وال ہوا اور جسکی تحصیل کے لیے [illegible] اور [illegible] زیادہ مردمی کا کام ہو۔ مطلب یہ ہے کہ اسلام ہی اہل سکینڈ نیویا کی بت پرستی پر سچی سماوی عنصر کی ایزادی ہے۔ اسکا اصل [illegible] کہتا اسکی مذہب پر نظر [illegible] اسکو حق کھینچا [illegible] مصر لوگوں سے بنی آدم کی تمام قسم پانچویں حصہ کا مذہب رہنما ہو [illegible] العمل تمدن و معاشرت [illegible] سب سے بڑا اسمیں یہ خوبی ہے کہ یہ مذہب جس پر سچے دل سے ایمان لایا گیا ہے ان عربوں کا اپنے مذہب پر ایمان ہے اسکے مطابق زندگی بسر کرنیکی کوشش کرتے ہیں۔ قرون اولیٰ اور زمانہ حال کے مسٹر انگلش [illegible] سوا کوئی عیسائی قوم اپنے مذہب پر مسلمانوں کی طرح کلیہ ایمان لا کر اور تکلیفات زمانہ کو برداشت کر کے [illegible] ساتھ [illegible] کر [illegible] کا [illegible] کیا۔ [illegible] جو اب یہ [illegible] علاوہ لا الہ الا اللہ [illegible] اللہ اکبر اور اسلام کی [illegible] سرگرم [illegible]

[illegible] پاپوا [illegible] ایک [illegible] مشہور [illegible] جزیرہ [illegible] آسٹریلیا کے شمال [illegible] کے بیچ جنوب میں واقع ہے۔ مترجم۔

جہاں اسلام پہنچا تمام چیزوں کا جو تمام پوجا پاٹ کی ہی یا جو ہر یا غیر مذہب کو نقصان نہیں پہنچا سکتا - اسلام عرب کی قوم
کے حق میں گویا تاریکی میں روشنی ہو گیا تھا - عرب کا ملک پہلے پہل اسکی بدولت زندہ ہوا - اہل عرب گلہ بانوں کی ایک خانہ
بدوش قوم تھی جو ابتداے دنیا ہی سے عرب کے جنگل بیابانوں میں پھرا کرتی تھی اور کسی کو خبر تک نہ تھی اسکا کچھ حال بھی نہ تھا -
اس قوم میں ایک اولوالعزم پیغمبر جسپر وہ یقین کرتے تھے بھیجا گیا اب دیکھو جس چیز کو کوئی جانتا بھی نہ تھا تمام دنیا میں
مشہور و معروف ہو گئی اور چھوٹی چیز نہایت ہی بڑی چیز بن گئی اسکے بعد ایک صدی کے اندر عرب کے ایک طرف غرناطہ
اور ایک طرف دہلی ہو گئی عرب کی بہادری اور عظمت عرب کا ملک کیا بلحاظ شجاعت اور کیا بلحاظ شوکت اور
کیا بلحاظ دانائی اور عقلمندی کے ایک طویل عرصہ تک دنیا کے ایک بڑے حصہ پر آفتاب کے ساتھ چمکتا رہا ہے -
ایمان ایک شے ہے جو زندگی بخش ہے جونہی ایک قوم کا ایمان مضبوط ہوا اسوقت وہ عالی حوصلہ عظیم الشان
اور مثمر برکات ہو جاتی ہے اور عرب کو دیکھو پھر محمد صلعم کو دیکھو اور پھر ایک صدی کے زمانہ کو دیکھو
کیا یہ ایسا معلوم نہیں ہوتا - کہ گویا ایک چنگاری ہاں فقط ایک چنگاری اس دنیا پر پڑی جو بظاہر سیاہ
غیر معلوم ریت دکھائی دیتی تھی مگر جونہی چنگاری پڑی وہ ریت ملک کے اڑ جانے والا بارود ثابت
ہو گئی اور اسکے شعلے آسمان تک اونچے اٹھے دیکھو کہاں دہلی اور کہاں گرناڈا دونوں مقامات پر جا پہنچے
میرے خیال میں یہ عظیم الشان انسان ایک آسمانی بجلی تھا اور باقی انسان ایندھن کے طور سے
گویا بجلی کے ہی منتظر تھے - بجلی گری اور وہ بھی روشن ہو گئے -

ختم